Regd. L. No 2595 رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

نور

یھدی اللہ لنورہ من یشاء

ہر ماہ کی ۳ / ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

T. 36.

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا

(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔

(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔

(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے

" ششماہی " " ۱۲ آنے / عہ

" سالانہ سرپرستوں سے ۱۰ روپے

" " امرا " ۵ روپے

" " ممالک غیر سے صرف آٹھ شلنگ

جلد ۲۵ | اخبار نور قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۱۳

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق ایک معزز سکھ سردار کا گرامی نامہ!

جناب سردار بھنگا سنگھ صاحب لوکل مینیجر محکمہ بجلی تحریر فرماتے ہیں کہ :—

"مکرم جناب ایڈیٹر صاحب نور۔ تسلیم۔ میں جناب کے مقدس و بیش بہا، قیمتی اور بابرکت تحفہ یعنی قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ پر تشکر و امتنان بھرے دل کے ساتھ اور تو کچھ نہیں، کمال عقیدت اور خلوص کے پھول آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

ایک تو یہ پر تقدس کتاب خود اپنی ذات گرامی میں ہی ایسا بابرکت تحفہ ہے جس کو اگر جواہرات کے ساتھ بھی وزن کیا جائے، تو وہ اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں، پھر اس کے ساتھ جو آپ کی محنت شاقہ اس گورمکھی ترجمہ میں شامل ہے، وہ ایک ایسا گراں قدر احسان ہے، جس سے میں تو کیا آئندہ نسلیں بھی گرانبار رہینگی، اور قلب شاکر کے ساتھ آپ کے حق میں دعاگو رہینگی، اور نہ صرف آپ کیلئے بلکہ حضرت مرزا صاحب سورگباشی جیسے دھرماتما اور محسن انسان کو پرخلوص اور عقیدت دل کے ساتھ یاد کرتی رہینگی جنکی قوت قدسیہ و توجہ کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ ان کے سلسلہ میں ایک ایسے عالم کو جو گورمکھی کا بھی ودوان ہے، پیدا کیا، جسے اس زبان میں ترجمہ کی توفیق بارگاہ الہیٰ سے میسر آئی، اور میرے جیسے دیرینہ مشتاق انسان کی خواہش بار آور ہوئی، کہ جس کی بدولت آج ہم بھی اس مطہر اور عظیم الشان کلام الہیٰ کے مطالعہ سے بابرکت اور لطف اندوز ہو رہے ہیں"

نور — یہ اللہ کا محض کرم اور ذرہ نوازی ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز کو خدمت قرآن کی توفیق عطا فرمائی جس کی وجہ سے میرے وہ دور افتادہ دوست جو آج تک ہماری ہی غفلت سے اس بابرکت کلام ربانی سے آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے محروم تھے مستفیض ہو رہے ہیں، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یقیناً دوست یہ سنکر خوش ہوں گے کہ خدا کے کرم سے فرقان حمید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت (پوتر جیون) کی طباعت بھی ختم ہو چکی ہے، انشاء اللہ پندرہ بیس روز تک یہ بابرکت روحانی تحائف بھی پبلک میں آجائینگے، اور ان بابرکت تحائف کی دنیا میں جسقدر ضرورت تھی وہ اظہر من الشمس ہے، دوست درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری اس تبلیغی سعی کے نیک نتائج پیدا کرے اور مجھے اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، آمین ؀

اللہ بخش سٹیم پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حیدر پرنٹر چھپا، اور سردار محمد یوسف پبلشر نے قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر محمد اقبال اور احمدی فرقہ

روزنامہ "ہند" کا مقالہ افتتاحیہ

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے انجمن حمایت اسلام لاہور سے اس بنا پر استعفاد دے دیا ہے کہ اس انجمن میں احمدی فرقہ کے لوگ بھی شامل ہیں، اور اب استعفا کو واپس لینے کی ایک شرط یہ لگائی ہے کہ انجمن احمدیوں کو اپنی ممبری سے خارج کردے، اب سے مدت پہلے ڈاکٹر صاحب نے ایک مضمون لکھکر ثابت کرنا چاہا تھا، کہ احمدی اور قادیانی کافر ہیں، اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ سمجھ کر حکومت انہیں ایک علیحدہ اقلیت قرار دے۔

ڈاکٹر صاحب کے اس مضمون پر بھی ہمیں افسوس ہوا تھا، اور اب انجمن حمایت اسلام کے ساتھ ان کی اس ضد پر بھی افسوس ہے، ہماری رائے میں ڈاکٹر صاحب کے یہ دونوں فعل عوام الناس کو خوش کرنے کیلئے ہیں، جن قادیانیوں اور احمدیوں کے خلاف ناراضی پھیلادی گئی ہے، ہمیں ڈاکٹر صاحب کے سیاسی مسلک سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے، لیکن ہمارا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے غیر سیاسی خیالات ہی میں بلند ثابت ہوں، مگر ان کے یہ دونوں فعل ان کی جیسی پوزیشن کے آدمی کو اونچا کرنے والے نہیں، عوام کی ہاں میں ہاں ملانا کسی با اصول آدمی کا کام نہیں ہوسکتا

سب سے زیادہ حیرت کا مقام یہ ہے کہ ابھی کچھ مدت پہلے ڈاکٹر صاحب صرف احمدیوں کو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمان سمجھتے تھے، چنانچہ تحریک کشمیر کی صدارت کیلئے خود انہوں نے مرزا بشیر الدین محمود صاحب کو نامزد کیا اور ان کی ماتحتی میں کام کیا گیا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے، کہ کیا ڈاکٹر صاحب چند ماہ پہلے تک احمدیوں اور قادیانیوں کے عقائد سے ناواقف تھے؟ یہ عقائد ملک کے سامنے تیس چالیس سال سے موجود ہیں اور ڈاکٹر صاحب جیسے ذی علم آدمی سے مخفی نہ تھے، پھر انہوں نے اب تک کیوں خاموشی اختیار کی، پبلک کا حق ہے، کہ ڈاکٹر صاحب اس سوال کا جواب دیں، اور اسی مطمئن کردیں۔

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب سر آغا خاں کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کا رہنما یقین کرتے ہیں، معمولی رہنما نہیں بلکہ سب سے بڑا رہنما، حالانکہ احمدیوں اور قادیانیوں کے کفر اسلام پر بحث ہوسکتی ہے، مگر آغا خاں کا معاملہ کسی بحث کا متحمل ہی نہیں، سلف سے خلف تک تمام علماء اسلام متفق ہیں، کہ آغا خاں کا فرقہ اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں رکھتا، بلکہ خود اس فرقہ کو بھی تسلیم ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے، کیونکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا منکر ہے، ڈاکٹر صاحب کو بتانا چاہیئے، کہ آخر وہ سر آغا خاں کو کس بنا پر مسلمان سمجھتے ہیں، کیا قادیانیوں اور احمدیوں سے ان کے عقائد اچھے ہیں؟ کیا ان کے عقائد کسی لحاظ سے بھی اسلامی قرار دیئے جاسکتے ہیں؟

اہل سنت والجماعت کا فیصلہ ہے کہ جو شخص بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مسلمانوں کی سی نماز پڑھتا ہے وہ مسلمان ہے، بلاشبہ عقائد دین سے انکار، کفر کا مستلزم ہے، مگر تاویل کرنے والا باتفاق علمائے اسلام کافر نہیں ہوسکتا، یہی سبب ہے کہ ہم آج تک شیعوں اور احمدیوں قادیانیوں کے خلاف کفر کے فتووں کو تسلیم نہ کرسکے، کیونکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ فرقے عقائد دین سے انکار نہیں کرتے، بلکہ تاویل کرتے ہیں، ان کی تاویل کتنی ہی غلط ہو، صریح انکار کی عدم موجودگی میں کفر تک پہنچ نہیں سکتی۔

ہم نہ شیعہ ہیں اور نہ احمدی، نہ قادیانی، مگر ہم دین کے نام پر مسلمانوں کو فتنہ و فساد میں مبتلا کرنا روا نہیں سمجھتے، ہماری رائے میں اس قسم کے تمام جھگڑوں کو چھوڑ کر صحیح عقائد دین کی تبلیغ کرنا چاہیئے، تاکہ گمراہ حق کی طرف لوٹ آئیں، عقائد دین کتاب اللہ میں موجود ہیں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تفسیر و تشریح کرتی ہے۔

ڈاکٹر اقبال کے لئے اور دوسرے تمام لوگوں کے لئے کرنے کا کام یہی ہے کہ کتاب و سنت کی اشاعت کریں، گمراہیوں کا از خود قلع قمع ہو جائے گا، عوام الناس کی اصلاح کرنا چاہیئے، نہ کہ انکی ہاں میں ہاں ملاکر نئی گمراہیوں کا دروازہ کھولنا چاہیئے۔

عیسائی اور اچھوت

ڈاکٹر امبیدکار کے اعلان کے بعد مذاہب غیر میں سے عیسائیت وغیرہ کو خاص طور پر اچھوتوں کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، ویسے تو آریوں اور بدھوں نے بھی بہت زور لگایا لیکن یہ بظاہر مایوس سے ہوچکے ہیں، عیسائی مشنری اپنے وسیع مادی ساز و سامان کے ساتھ ہندوستان کے ہر ایک علاقہ میں مصروف تبلیغ ہیں، سکھوں[۵۱] نے بھی خاص طور پر ڈاکٹر صاحب کو سکھ دھرم کی دعوت دی ہے، ان کے پاس وفد اور لٹریچر بھیجا ہے، اس کام کیلئے روپیہ فراہم کیا جارہا ہے، آدمی بھی منتخب ہو رہے ہیں، کہا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے آدمی بھی، اس معاملہ میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں۔

نامناسب نہ ہوگا، اس سوال پر غور کیا جائے، کہ ان مذاہب میں اچھوتوں کی مشکلات کو دور کرنے کی کہاں تک اہلیت ہے، عیسائیت میں رنگ و نسل کا امتیاز شدت کیساتھ موجود ہے، امریکہ کے گورے وہاں کے حبشیوں پر جو انسانیت سوز مظالم کرتے ہیں، اس سے اخبار بین حضرات بیخبر نہیں، تقریباً ہر ملک میں امیروں اور غریبوں، گوروں اور کالوں کے گرجے علیحدہ علیحدہ ہیں، خود ہندوستان میں اس بارہ میں عیسائیت پورے طور پر ناکام ثابت ہوچکی ہے، ہندوؤں میں سے جو لوگ عیسائی ہوتے ہیں، ان میں چھوت چھات کی لعنت بدستور موجود رہتی ہے، گذشتہ دنوں ریاست ٹراونکور کے اچھوت عیسائیوں نے "اعلیٰ ذات کے ہندو عیسائیوں" کے مظالم کے خلاف زبردست آواز بلند کی تھی، گذشتہ دنوں صوبہ مدراس کے ضلع سیلم سے ایک عبرت انگیز خبر آئی تھی، اس علاقہ میں اچھوتوں کی ایک قوم آدی دراوڑ کے نام سے مشہور ہے، گذشتہ سال ۲۷ر اکتوبر اتوار کے روز ان کے چند افراد "اعلیٰ ذات کے عیسائیوں" کے گرجے میں چلے گئے، اور ان کے ساتھ بیٹھکر عبادت کرنے کا حق جتلایا، اس پر فساد ہوگیا، گرجے کے اندر عین عبادت کے وقت جوتے اور لاٹھیاں چلیں، "آدی دراوڑ عیسائیوں" کو بہت مار پڑی، معاملہ عدالت تک پہنچا اس علاقہ کے ایک مشہور اور ذمہ دار پادری ریورنڈ ڈومنک (Dominique) بھی عدالت میں بطور گواہ پیش ہوئے، ان کا بیان مدراس کے مشہور انگریزی اخبار "ہندو" کی ۲۲ر جنوری کی اشاعت میں شائع ہوا ہے، آپ نے صلیب اور بائیبل کی قسم کھا کر کہا کہ گرجاؤں میں "جات پات" کا امتیاز مدنظر رکھا جاتا ہے، اور اونچی ذات کے عیسائیوں اور آدی دراوڑ عیسائیوں کیلئے علیحدہ علیحدہ نشستیں مہیا کی جاتی ہیں پادری صاحب نے کوئمبٹور کے بشپ صاحب کی ایک چٹھی بھی پیش

[۵۱] سکھوں کے متعلق اسی اخبار کے صفحہ ۳ پر مضمون ملاحظہ فرمائیے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہندو تمدّن کا سکھّوں پر ضرر رساں اثر

گو اصولاً سکھ مذہب مساوات کا قائل ہے اور اس کے متعلق شری گرنتھ صاحب وغیرہ میں متعدد اقوال موجود ہیں، جیسا کہ سری راگ محلہ پہلا میں درج ہے ؎

بھکر جاتی بھکڑ ناوں سبنا جیا کا ایکا چھاؤں

پھر گرنتھ صاحب وار آسا محلہ پہلا میں یہ شلوک بھی موجود ہے ؎

آگے ذات نہ زور ہے اگے جیو نہیے
جنکی لیکھے پت پوے چنگے سائی کے

پھر گرنتھ صاحب آدیر بھاتی محلہ پہلا میں درج ہے ؎

ذات جنم نہ پوچھے سچ گھر لے بتائے
سا ذات سا پت ہے جیسکرم کمائے

پھر آد گرنتھ صاحب آسا محلہ پہلا میں یہ ارشاد بھی موجود ہے ؎

خصم وسارے تے کم ذات
نانک ناوے بارج سنات

ان سب اقوال کا مطلب یہی ہے، جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ **اکرمکم عند اللہ اتقاکم** یعنی تم میں وہی بزرگ، وہی صاحب عزت، اور وہی واجب الاحترام ہے جو زیادہ نیکوکار اور پرہیزگار ہے مضائقہ نہیں خواہ وہ برہمن ہو یا چمار، غرضیکہ سکھ مذہب اصولاً ذات پات کا قائل نہیں، اور مساوات کا حامی ہے، مگر سکھوں کا رہن سہن، سکھوں کی رشتہ داریاں، سکھوں کی نشست و برخاست، سکھوں کے تعلقات بحیثیت مجموعی ہندوؤں کے ساتھ وابستہ ہیں، ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ باپ سکھ ہے تو بیٹا سناتنی، مرد سکھ ہے تو عورت سناتن دھرم کی قائل، اب ہندو تمدن کی قباحتیں سکھوں سے دور ہوں تو کیسے، یہی وجہ ہے کہ باوجود مساوات کے متعلق ان اقوال کی موجودگی کے بھی سکھوں کا تمدن ہندوؤں سے نہ صرف قریب تر بلکہ بسا اوقات ایک اجنبی کے لئے یہ فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ سکھ ہندو ہیں یا ہندو سکھ ہیں کیونکہ سکھوں کے بیشتر شعبہ ہائے معاشرت میں ہندو تمدن ہمیں غالب نظر آتا ہے، اور گذشتہ دو تین صدیوں سے اس پر ہندو مذہب کا غیر معمولی اثر پڑا ہے، اور موجودہ حالات میں کیا تمدنی جہت سے کیا معاشرتی نوعیت سے اور بہت حد تک مذہبی طور پر بھی سکھ مذہب ہندو ازم کی ایک شاخ بن رہا ہے، کیونکہ ان میں بھی اچھوتوں کا ایک مستقل گروہ موجود ہے، جنہیں مذہبی سکھ کہا جاتا ہے، اور ان کی حالت بھی ہندو اچھوتوں سے کوئی زیادہ بہتر نہیں اور ہندو اچھوتوں میں سے جن لوگوں نے سکھ دھرم قبول کیا ہے، وہ سکھوں کے سلوک سے بہت حد تک کبیدہ خاطر ہیں، اس کے لئے زیادہ دور جانیکی ضرورت نہیں، ایک اچھوت سکھ کی آپ بیتی درج ذیل ہے، اور یہ وہ چٹھی ہے جو چند روز ہوئے ضلع امرتسر کے مذہبی سکھوں کے رہنما سردار کشن سنگھ نے ڈاکٹر امبیدکار کو لکھی،

"جب سے آپ نے ہندو دھرم سے بیزاری اور دوسرا کوئی مذہب اختیار کرنے کا اعلان کیا ہے سکھوں کی طرف سے بھی آپ کو دعوت دی جا رہی ہے" کہ آپ اکال تخت پر آکر خالصہ دھرم قبول کر لیں کیونکہ سکھوں کا دعویٰ ہے کہ وہ اچھوتوں کو اپنے سینہ سے لگا لیتے ہیں، یہ دعویٰ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے، میں نے سکھ مذہب کو فروغ دینے کے لئے بہت کام کیا، ضلع امرتسر میں چار ہزار نو سو پچپن ۴۹۵۵ اچھوتوں کو سکھ بنایا ہے، مگر مجھے اور دیگر امرت چھک کر سکھ ہونے والوں کو اچھوت کے نام سے ہی موسوم کیا جاتا ہے، ۱۳ر جنوری ۱۹۳۶ء کے خالصہ سیوک کے صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیے، "مجھے "بابا کشن سنگھ اچھوت" لکھا گیا ہے۔ کہ میں شرومنی کمیٹی کی ممبری کے لئے کھڑا ہوا ہوں، اور میرے مقابل پر بابا سوہن سنگھ بھکنہ کو کھڑا کر دیا گیا ہے، میری آپ سے یہی گذارش ہے کہ ہندوؤں میں رہ کر آپ اچھوت رہنما کہلاتے ہیں، اور آپ سکھ دھرم قبول کر کے بھی میری طرح اچھوت ہی کہلائیں گے، اس لئے سکھ دھرم قبول کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اکال تخت کے سامنے کھڑے ہو کر امرت چکھنے سے بھی ہماری اور آپ کی ذات کا یہ کلنک مٹ نہیں سکتا"۔
(انقلاب یکم فروری ۱۹۳۶ء)

جب میں نے بابا کشن سنگھ صاحب کا یہ بیان اخبار میں پڑھا تو مجھے قدرتاً تکلیف ہوئی، وہ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اصولاً سکھ مذہب مساوات کا معترف ہے اور اگر ہندو تمدن کا اثر سکھ مذہب پر نہ پڑتا یا سکھ اس اثر کو لینے کے لئے تیار نہ ہوتے، تو یہ نوبت کبھی بھی نہ آتی، یہ کیا عجیب معاملہ ہے کہ سمجھدار ہندو تو اس بات کو رو رہے ہیں کہ اچھوتوں کو قریب لانے کیلئے ہندو تمدن ہماری کوئی پیش نہیں جانے دیتا، اگر ان کا بس چلے تو یہ 'منو سمرتی' سے شودروں کے متعلق ان اقوال کے دور کرنے سے بھی دریغ نہ کریں، جنہوں نے کہلانے والے اچھوتوں اور ہندوؤں کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل کر رکھی ہے، مگر دوسری طرف سکھ گوروؤں نے کمال مہربانی سے اس خلیج کو پاٹ دیا اور یہ سد سکندری دور کر دی مگر سکھوں نے ہندوؤں کے تمدن کو اختیار کر کے پھر وہی خلیج اور سد سکندری پیدا کر لی، اب بھی اگر سکھ چاہتے ہیں کہ ان کا تمدن، ان کے مذہبی اصول اور عقائد قولاً نہیں بلکہ فعلاً بھی سامنے آئیں اور اپنے اصلی رنگ میں جلوہ گر ہوں تو اس کی ایک ہی صورت ہے، کہ وہ ہندو تمدن، ہندو معاشرت کے بار عظیم کو اپنے کندھوں سے اتار دیں، اگر سکھ ایسا کر سکیں، تو یقیناً وہ اپنے مستقبل کو نہایت شاندار بنا سکیں گے، اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو مجھے شبہ ہے کہ وہ ہندوؤں میں ہی جذب ہو جائیں گے، اپنی ہستی کو قائم رکھنا تو کجا، کیونکہ یہ روزمرہ کا تجربہ ہے، کہ بڑی چیز چھوٹی چیز پہ چھا جایا کرتی ہے اور پھر اس صورت میں اس کا احتمال یقین کے درجے تک پہنچ جاتا ہے جبکہ چھوٹی چیز خود بھی بڑی چیز سے ملنے کی کوشش کرے۔ میری خواہش ہے کہ سکھ مدبر میرے اس مشورہ پر ٹھنڈے دل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے غور کریں، میں نے محض ہمدردی اور نیک نیتی کے ساتھ ان کو یہ مشورہ دیا ہے ؂

شذرات

اچھوت اور مسلمان

میں پہلے بھی بارہا اس کا اظہار کر چکا ہوں کہ اسوقت اچھوتوں میں اپنی حالت کو بہتر بنانے کیلئے ایک گونہ بیداری پائی جاتی ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم کسی ایسی جماعت میں شامل ہونے کا فخر حاصل کر سکیں، جو ہمیں مساوات کی نعمت سے مستفیض کر سکے، یہ مساوات صرف اسلام ہی دے سکتا ہے، دیگر مذاہب میں یہ بات نظر نہیں آتی، مگر مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں اس کے لئے کوئی جدوجہد کے آثار نظر نہیں آتے، اگر مسلمانوں نے اس سُنہری موقع کو کھو دیا تو یقیناً ہمیشہ اُنہیں کف افسوس ملنے پڑیں گے، کیونکہ سات کروڑ کا ٹڈی دل تھوڑا نہیں ہوتا، یہ ٹڈی دل جس کے ساتھ بھی ہوگا، ہندوستان میں سیاسی رنگ میں اس کے پو بارہ ہیں، اگر مسلمانوں کو اچھوتوں کے شامل کرنے کیلئے کوئی روحانی جذبہ نہیں اُبھار سکتا، تو کم از کم انہیں اس سیاسی جذبہ کا ہی پاس کرنا چاہئیے تھا، ہمیشہ چوٹ گرم لوہے پر ہی راس آسکتی ہے اگر مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے اس سُنہری موقع کو کھو دیا تو پھر بعد میں ہاتھ ملتے رہنے لکیر پیٹنے اور سر دھننے کے اور کوئی چارہ نہیں رہیگا۔

۱۹۳۶ء میں اچھوتوں کو ساتھ ملانے کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع کرنے کا فیصلہ

گاندھی کی توجہ سے اچھوت اودھار کا فنڈ پہلے ہی کافی مضبوط ہے، مگر اب ہندوؤں نے اس میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا اور اضافہ کرنے کا اعلان کیا ہے، ہندو قوم اندر ہی اندر اس کام کو بڑی تندہی اور جانفشانی سے کر رہی ہے، مگر دوسری طرف مسلمان ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے ہیں۔ اچھوتوں کی طرف اگر مسلمان تھوڑی بھی توجہ کریں تو یہ کامیاب ہو سکتے ہیں، کیونکہ اصل چیز جس کیلئے اچھوت مضطرب ہو رہے ہیں یعنی مساوات، وہ صرف اُنہیں اسلام میں ہی میسر آسکتی ہے، مگر یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر بے حس مسلمان اس کی اہمیت کو محسوس کریں، اور اس طرف خاطر خواہ توجہ دیں۔

چھپکلی اور آریہ مسافر

۱۳ر جنوری کے سرفراز نے یہ لکھا تھا کہ "بخاری وغیرہ کی یہ روایت ہے کہ چھپکلی کو مار ڈالنا چاہئیے" اس پر ۲ر فروری کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ "اس بیچاری کو کیوں قتل کر دینے کا حکم صادر ہُوا ہے" چھپکلی ایک زہریلا جانور ہے اور ایک موذی جانور کو مارنا ایک گونہ مخلوق خدا کی خدمت ہے، کیا آریہ مسافر کے ایڈیٹر مہاشہ بھڑوں، سانپوں اور جوؤں وغیرہ کا ذخیرہ جمع رکھا کرتے ہیں، اگر آریہ مسافر کے ایڈیٹر کو چھپکلیوں سے اتنی ہی ہمدردی ہے تو پھر اُنہیں بہت سی چھپکلیاں اپنے دفتر میں پال رکھنی چاہئیں، نہ صرف یہی بلکہ بڑی شدومد اور اہتمام کے ساتھ ایک آل انڈیا چھپکلی شالہ بھی قائم کر دینی چاہئیے۔

شیر کا گنگا اشنان

سناتن دھرمی گنگا اشنان (غسل) سے مکتی (نجات) مانتے ہیں، مگر اب الہ آباد سے ایک خبر آئی ہے کہ مکر سکرنتی پر بمبئی کے ایک سیٹھ اپنے ہمراہ شیر کو بھی گنگا اشنان کیلئے لایا، اگر یہ رو چل پڑی تو وہ دن دور نہیں جب دوسرے جرندوں، پرندوں اور درندوں کو بھی گنگا اشنان کے لئے لایا جائے گا، اور وہ بھی اُتم جنم (مقدس زندگی) کا درجہ حاصل کر سکینگے، یہ کیا عجیب بات ہے کہ وہ سناتنی جو شیروں وغیرہ کو گنگا اشنان کے ذریعہ اُتم جنم دے رہے ہیں وہ اچھوتوں کو جو انسان ہیں اس اُتم جنم سے دھتکار رہے ہیں ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسماں نیز پرداختی

ہندو ذہنیت

سہارنپور ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین ایک مسلمان منتخب ہوئے ہیں، اور اس انتخاب میں کسی حد تک کانگرسیوں نے بھی حصہ لیا ہے، اس پر ۲ر فروری کا آریہ گزٹ بہت سیخ پا ہوا ہے، اور لکھتا ہے کہ "نامعلوم ان کانگرسیوں کو کب عقل آسے گی کہ وہ سہارنپور جیسے ضلع کے ڈسٹرکٹ بورڈ کے سر پر ایک مسلمان کو بٹھلانے کی غلطی کرتے رہیں گے" یہ ہے ہندو ذہنیت کا ادنے سا نمونہ، کہ وہ ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کے مسلمان چیرمین کو بھی گوارا نہیں کر سکتی، اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر ہندوؤں کا بس چلے تو وہ کسی مسلمان کو ادنیٰ سے ادنیٰ عہدہ دینا بھی پسند نہ کریں، اور پھر اس پر کہا یہ جا رہا ہے کہ مسلمان علیحدہ انتخاب کے کیوں حامی ہیں، حالانکہ یہ سب ہندو ذہنیت کا ہی نتیجہ ہے ؏

اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست

اچھوتوں سے ہندوؤں کی نفرت

۲ر فروری کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ "ناسک کے پاس اچھوتوں اور اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے درمیان کشیدگی بہت بڑھ گئی، جس سے اچھوتوں کے کھیت اُجڑ گئے اور اچھوتوں نے اپنے لڑکے مجبوراً ہندو سکولوں سے ہٹا کر مشن سکولوں میں داخل کرا دئیے، اس سے نفاق اور پھوٹ کی خلیج حائل ہو گئی" یہ ہے اچھوتوں سے ہندوؤں کے سلوک کا ایک نمونہ، پھر اگر بیچارے اچھوت اس جہنمی زندگی سے نکل کر مسلمان یا عیسائی ہونا چاہتے ہیں تو ہندو بہت سیخ پا ہوتے ہیں، کہ اچھوتوں کے دلوں میں یہ خیال ہی کیوں پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنی حالت کو بہتر بنائیں ؎

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

اس برتے پر تتا پانی

۲ر فروری کا پرکاش لکھتا ہے کہ "اوستھا (حالت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہاں تک سوچنیا (قابل غور) ہے کہ جس پراپکارنی سبھا (انجمن) کو سوامی دیانند نے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کیا تھا، اس [illegible]م اچاریوں (کارکنوں) نے ابھی تک رشی کرت یعنی سوامی دیانند کے گرنتھوں (کتب) کی پورے طور پر سنشودھت (اصلاح) نہیں کی جس کا پری نام (نتیجہ) یہ نکل رہا ہے کہ آریوں کو لبا اوقات ودھرمیو (غیر آریوں) کے اکشیپ (اعتراض) سننے پڑتے ہیں اور سماجک بے بسی پر آنسو بہانے پڑتے ہیں"۔

نور - سوال یہ ہے کہ کیا سوامی دیانند کے وقت ان گرنتھوں کی اصلاح نہیں ہوئی تھی، حالانکہ یہ گرنتھ یا ان گرنتھوں کا بیشتر حصہ سوامی دیانند کی زیر نگرانی چھپا، اور وہ باقاعدہ ان کے پروف بھی دیکھتے رہے، اور اب بھلا دوسرے لوگ سوامی دیانند کے گرنتھوں کی کیا اصلاح کریں گے، حالانکہ اصلاح کو خود مصنف ہی بہتر سمجھ سکتا تھا کیونکہ

ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

اور پھر یہ اصلاح شدہ گرنتھ سوامی دیانند کے نہیں سمجھے جائیں گے، بلکہ اصلاح کنندگان کے۔ ضمنی طور پر یہ بات بھی پیدا ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو غیر مذاہب سے مباحثات اور مناظرات کرنے کیلئے غیر معمولی جلد باز پائے جاتے ہیں خود ان کے گرنتھوں کی یہ حالت ہے کہ بقول ان کے ان کا ایک گرنتھ بھی غلطیوں سے مبرا نہیں ہے اور غلطیاں بھی معمولی نہیں بلکہ غیر معمولی، جیسا کہ سوامی دیانند کی موجودگی میں تالیف شدہ ستیارتھ پرکاش میں گوشت خوری جائز تھی، اور ان کے بعد ستیارتھ پرکاش کا جو ایڈیشن چھپا اس میں ناجائز قرار دی گئی۔

ثواب کا بہترین موقع

آئے روز غریب اور خواہشمند سکھوں اور ہندوؤں کی درخواستیں گورمکھی ترجمہ قرآن مجید کو حاصل کرنے کیلئے دفتر میں آتی رہتی ہیں، مگر بوجہ نہ ہونے فنڈ کے انہیں مجبوراً نفی میں جواب دینا پڑتا ہے، اس وقت بھی قریباً پچیس کے قریب خواہشمند سکھوں اور ہندوؤں کی درخواستیں آئی پڑی ہیں، اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے مگر خواہشمندوں کو قرآن مجید کی تعلیم اور روحانیت سے آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے، دوستوں کو اس کار خیر کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے، اور اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے ان خواہشمندوں کو خداوند قدوس کے بہترین عرفان، گیان اور کلام سے آگاہ کرنا چاہیئے، اللہ توفیق دے اور میرے دوست اس کار خیر کو بجالا کر خدائے رحمٰن کے حضور اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

آریہ سماج اور پالیٹکس

پنڈت ستیہ دیوجی جو گورو کل کانگڑی کے گریجوایٹ ہیں، نے ایک کتاب آریہ سماج کے متعلق لکھی ہے جس کا عنوان ہے، "آریہ سماج کدھر؟" اس میں وہ لکھتے ہیں کہ "رشی دیانند ایک آدرش بھارتیہ تھے، وہ صرف دھارمک سدھارک (مذہبی مصلح) نہیں، مذہبی اور سیاسی اصلاح کنندہ بھی ساتھ ساتھ تھے، انہوں نے گئو رکھشنی سبھا کھولنے کا انتظام کیا، بعض کا خیال ہے کہ راجپوتانے میں رہ کر وہ ہندوستان کی ملکی آزادی کی تجاویز بھی کر رہے تھے، اس میں شک نہیں کہ ان کی کتابوں میں سیاسی آزادی کے اعلیٰ اعلیٰ خیال پائے جاتے ہیں، اور ان کی پرارتھناؤں میں چکرورتی راج (عالمگیر سلطنت) تک کی استدعا کی گئی ہے"۔ اس پر ریفارمر کے ایڈیٹر مہاشہ لکھتے ہیں کہ "یہ خیالات ایک انفرادی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے بحیثیت مجموعی جماعت اس کی ذمہ دار نہیں، چنانچہ اس کے ثبوت میں وہ کہتے ہیں کہ "۱۸۹۶ء میں جب نیشنل لیگ نے لیجسلیٹو میں ہندوستانیوں کے لئے حلقے کے متعلق استدعا کرنے میں آریہ سماج سے امداد کی درخواست کی تو آریہ سماج لاہور نے جواب دیا کہ پالیٹکس آریہ سماج کے دائرہ کار میں نہیں ہے، پھر ۱۹۱۹ء میں جب آریہ سماج پر یہ الزام لگایا گیا، کہ یہ ایک سیاسی جماعت ہے تو ہمارے بزرگوں نے جن کے رہنما شری سوامی شردھانند جی تھے، فوراً اس الزام کی تردید کی"۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ سوامی دیانند کی تصنیف آریہ بھے ونی سبھا میں جو رگوید کے منتروں کے سہارے پر عالمگیر سلطنت کے حاصل کرنے کیلئے دعا کی گئی ہے اس دعا یا پرارتھنا کا بجالانا صرف ایک شخص واحد تک ہی محدود ہے یا وہ بحیثیت مجموعی آریہ سماج کیلئے بھی ہے اگر وہ فرد واحد کے لئے تھی، تو پھر اس دعاؤں کی کتاب کے شائع کرنے کا کیا مطلب؟ اس کے شائع کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ وہ کتاب اور اس میں مندرج شدہ دعائیں بحیثیت مجموعی تمام آریہ سماج کیلئے ہیں، تو پھر سیاسیات سے انکار کیوں؟

نور اور نور کے ناظرین

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے سکھوں اور آریوں وغیرہ میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لا رہا ہے، الحمدللہ! دشمن تک بھی اس کے معترف ہیں، مگر افسوس کہ دوست نور کی سرپرستی اور اس کی توسیع اشاعت کی طرف سے بالکل بے فکر ہیں، اس وقت نور کی اشاعت اسقدر قلیل بلکہ اقل ہے، کہ اس کے اظہار کے لئے بھی قومی وقار مانع ہے، اس وقت نور کا فنڈ قریباً آٹھ سو ۸۰۰ روپے کا مقروض ہے اور اسی مہینہ میں قرآن مجید کے ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت (پوترجیون) کی طباعت وغیرہ کیلئے مجھے معقول رقم ادا کرنی پڑ رہی ہے، جو قریباً چار ہزار روپے کے لگ بھگ ہے، اگر دوست نور کا وی پی وقت پر وصول فرما لیتے اور نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ سعی کو کام میں لاتے تو اس وقت دفتر نور کم از کم نور کے قرضہ کے بوجھ میں تو مبتلا نہ ہوتا، نور کے وہ کون سے دوست ہونگے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے جنہیں نور کی توسیع اشاعت کیلئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی سیرت

ان ہر دو کتب کی ضرورت آج سے نہیں بلکہ صدیوں سے تھی، عیسائیوں نے اپنی مقدس کتاب کا ترجمہ دنیا کی قریباً نوسو ۹۰۰ زبانوں میں سے ۸۷۵ میں کر لیا ہے باقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پچیس زبانیں ایسی بچی ہیں جن کی الف با بھی ایجاد نہیں ہوئی، مگر برخلاف اس کے ہم اور تو اور ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں بھی تراجم نہیں کر سکے، یہ اللہ کا خاص کرم ہے، کہ اس ذرہ نواز ہستی نے پہلے مجھے گورمکھی ترجمہ کرنے کی توفیق دی، اور اب ہندی کی، گورمکھی ترجمہ خدا کے کرم سے جس قدر مقبول ہوا وہ دوستوں سے پوشیدہ نہیں ہوگا، ہندی ترجمہ کی ضرورت گورمکھی سے بھی زیادہ تھی، کیونکہ گورمکھی تو صرف پنجاب تک ہی محدود ہے، اور ہندی تمام ہندوستان کیلئے ہے ایسے ہی گورمکھی سیرت کی بھی اشد ضرورت تھی کیونکہ اسوقت آئے روز جو غیر مذاہب کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا جاتا ہے اور جس کے نتیجہ میں ہر دو اقوام میں دن بدن کشیدگی اور تنفر کی خلیج وسیع ہو رہی ہے اور ہر دو اقوام کا مقدمات پر روپیہ جس بہتات سے خرچ ہوتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے، اور یہ سب کچھ عدم واقفیت یا بےخبری کا ہی نتیجہ ہے، جب یہ لوگ اپنی ہی مانوس زبانوں میں آنحضرت صلعم والئی دو جہاں کے اسوۂ حسنہ اور حضور کی مقدس تعلیم اور اعلیٰ سیرت کو پڑھینگے، تو بفضل ایزدی انکی ذہنیت میں انشاءاللہ ایک خاص تبدیلی واقع ہوگی، اسی مقدس غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے ان دو عظیم الشان کاموں پر باوجود بیکس اور بےبس ہونیکے ہاتھ ڈالا گیا، اس کار خیر میں ایک مجاہد بھائی کا ہاتھ بٹانا دوستوں کا فرض اولیٰ ہے اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر خوبی رکھتی ہے مگر اغیار کو قرآن حمید کی مطہر تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے آگاہ کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے یقیناً دوست اس کار خیر میں حصہ لیکر اللہ کریم کے حضور اجر عظیم کے مستحق ہونگے

دمہ کا علاج

انگلستان کے ایک ہسپتال میں جہاں صرف دمہ کے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے کئی قسم کے تجربے کئے جا رہے ہیں، تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ دمہ کے جس کا حملہ ہر عمر کے شخص پر ہوتا ہے کئی اسباب ہیں ایک شخص جو اون کے کارخانہ میں کام کرتا ہے، اون کے ذروں کے ناک کے ذریعہ اندر چلے جانے سے دمہ کا شکار ہو جاتا ہے آٹے کے کارخانوں میں جو لوگ کام کرتے ہیں، اکثر اس مرض سے بیمار ہو جاتے ہیں، ایک عورت کو اس وجہ سے دمہ ہو گیا کہ اس کا خاوند خرگوش پالتا تھا، خرگوش کے بالوں کے ذرے اس کے اندر داخل ہو گئے، جس سے وہ بیمار ہو گئی

چنانچہ ڈاکٹر نے اسے ہدایت کی کہ وہ ہرگز خرگوش کے نزدیک نہ جائے۔

جن لوگوں کو دمہ کا مرض ہو جائے، ان کا یہ علاج ہی کہ جس چیز سے انہیں یہ مرض لاحق ہو، اس کے رس کا کسی ڈاکٹر سے انجکشن کرایا جائے، کئی لوگ جو اس مرض سے اس قدر تنگ آگئے تھے کہ وہ کام کرنے اور چلنے پھرنے تک سے بالکل رہ گئے تھے، انہیں اس طریقہ علاج سے مکمل طور پر صحت ہو گئی، اور وہ پہلے کی طرح باقاعدہ اپنا کام دھندا کرنے لگ گئے۔

اٹلی میں دودھ سے اون بنائی جانے لگی

چونکہ اٹلی کے خلاف تعزیرات پر سختی سے عمل درآمد ہو رہا ہے، اس لئے میلان کے نزدیک پنیر بنانے کے جو کارخانے ہیں، ان میں پنیر بکثرت بنتا ہے، مگر اس کے باہر بھیجنے کا کوئی انتظام نہیں، پہلے مکھن اور پنیر کی بڑی مقدار انگلستان اور دیگر ممالک کو جاتی تھی، مزید برآں تعزیرات پر عمل درآمد کی وجہ سے بھی اٹلی میں باہر سے اون آنی بند ہو گئی ہے، اور چونکہ اٹلی میں سخت سردی ہے، اس لئے اونی کپڑوں کی زبردست ضرورت ہے، اب جب اون کا ذخیرہ نہ ہو تو اونی کپڑا کیسے بنے، اٹلی کے سائنسدانوں نے کوشش کر کے غیر ضروری پنیر سے اون بنانے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے، اس نئی اون کے نمونے بریڈ فورڈ انگلستان پہنچ چکے ہیں، مگر یورک شائر کے تاجروں کو اس نئی ایجاد سے کوئی خطرہ نہیں، کیونکہ ماہرین کا خیال ہے کہ جہاں یہ مصنوعی اون شکل و صورت میں بالکل اصلی کی طرح ہے، مگر یہ پہننے میں اس قدر دیرپا نہیں، اس لئے اس اون سے بنا ہوا مال اصلی اونی مال کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بیکاری کے دُور کرنے کے ذرائع

بیکاری کے بھوت کو بھگانے کیلئے ۱۷ جولائی کو حکومت یو پی نے سر تیج بہادر سپرو کی زیر صدارت مسئلہ بیکاری کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی اس نے اپنی رپورٹ شائع کر دی ہے اور حسب ذیل سفارشات کی ہیں۔

(۱) پرائمری، سیکنڈری اور اعلیٰ تعلیم کی دوبارہ تنظیم کی جائے، صنعتی سکول کھولے جائیں۔ روزگار کے نئے وسیلے پیدا کئے جائیں جس سے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی امداد ہو سکے۔

(۲) لڑکوں کو زراعت کی طرف رغبت دلائی جائے پرائمری تعلیم لازمی کر دی جائے، اور تعلیم کو دیہاتی ضرورتوں کے مطابق بنایا جائے۔

(۳) عملی ریسرچ کو ترقی دی جائے، سائنس اور صنعتی یونیورسٹیوں کے درمیان تعلقات کو زیادہ بڑھایا جائے، پیشوں کے متعلق تعلیم کو بہتر اور موجودہ زمانہ کے مطابق بنایا جائے،

(۴) پیشوں کی دوبارہ تنظیم کرنے کے علاوہ اس بات کا خیال رکھا جائے، کہ کسی پیشہ کو اختیار کرنے والے لوگوں کی تعداد ضرورت سے بڑھنے نہ پائے اور وہ لوگ مقررہ اعلیٰ معیار کی تعلیم حاصل کر چکے ہوں۔

(۵) تعلیم میں اصلاح کے علاوہ صنعتی تعلیم کی نئی طرز پر ترقی دی جائے، اس کے لئے صنعتی سکول کھولے جائیں، اور سکولوں میں تیار شدہ سامان کی حوصلہ افزائی کی جائے

(۶) زراعت اور صنعتوں کو نئے طرز کے مطابق نشو و نما دینے کی ضرورت ہے، اور اس طریقہ پر تربیت یافتہ نوجوانوں کو روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ زمیندار، کارخانہ دار اور سوداگر لوگ اسمیں دلچسپی لیں۔

اس رپورٹ کی سفارشات سے بیکاری کا حل دستیاب تو ہو سکتا ہے، مگر اس کے برعکس جب تک عوام کے بود و باش اور ذاتی اخراجات کے کم کرنے کی طرف توجہ نہ دی جائے گی، تب تک ایسے آئینی طریقے بھی زیادہ کامیابی نہیں دلا سکتے۔

اسلامی دُنیا

اخبار "البلاغ" کا نامہ نگار مقیم انگورہ رقمطراز ہے کہ گزشتہ ماہ ایک روز رئیس جمہوریہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے وزیر خارجہ افغانستان سے بڑی دیر تک گفتگو کی، بیان کیا جاتا ہے کہ اس گفتگو کا موضوع ترکی، افغانستان، عراق، اور ایران کا مجوزہ اتحاد تھا، سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہی کہ چاروں سلطنتوں کی متحدہ سیاسی محاذ قائم کرنے کی یہ کوشش تمام دول عالم کی سیاسی جد و جہد کا رخ بدل دیگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھوتوں کا لاینحل مسئلہ

اچھوتوں کے تبدیل مذہب پر ہم اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں تفصیلی خیالات عرض کر چکے ہیں، ہمارا خیال ہے کہ مسلمانوں کو اس بارہ میں زیادہ خوشگوار توقعات قائم کرنا مناسب نہیں، کیونکہ برادران وطن کے تمام مذہبی و سیاسی لیڈر یہاں تک کہ آزاد خیال کانگرسی بھی جو اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں، کہ تبدیل مذہب سے کیا انقلاب واقع ہوگا، اس کی پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جس تدبیر سے بھی ممکن ہو اچھوتوں کو مذہب بدلنے سے باز رکھیں۔

ابھی یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ اس جد و جہد کا انجام کیا ہوگا، اس وقت اچھوتوں کے سامنے درحقیقت مذہبی صداقت کا سوال نہیں ہے، اور ابدی نجات حاصل کرنے کی آرزو انہیں تبدیل مذہب پر آمادہ نہیں کر رہی ہے، بلکہ سوال عزت، مساوات، اور حقوق کا ہے، اب جو مذہب انہیں یہ حقوق دے گا، اسی کو وہ قبول کرینگے، بہرحال مستقبل قریب میں ایک زبردست انقلاب ناگزیر ہے، خواہ اس کی صورت یہ ہو کہ ہندو اپنی مذہبی روایات اور دیرینہ دستور کے خلاف ذات پات کا امتیاز یکسر اٹھا کر اچھوتوں کو مساوات کا مرتبہ عطا کردیں یا اگر وہ ایسا نہ کر سکیں، تو اچھوت کوئی دوسرا مذہب قبول کرلیں۔

ایک تیسری صورت بھی ہے، جو بعض برادران وطن نے ڈاکٹر امبیدکار کے سامنے پیش کی ہے یعنی جس طرح کہ ہندوؤں میں بہت سے فرقے یا پنتھ ہیں اسی طرح اچھوت اپنا ایک مستقل فرقہ ہندو مذہب کے اندر رہ کر قائم کرلیں، مقصد یہ ہے کہ وہ ہندو مذہب کے دائرہ سے باہر نکل کر نہ جائیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طریقہ کے اختیار کرنے سے اچھوتوں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا، اور وہ بدستور اسی دلدل میں پھنسے رہیں گے اور سناتن دھرمی اکثریت ان کو کبھی نہ ابھرنے دیگی۔

گزشتہ صدیوں میں ہندو قوم میں مذہبی و سیاسی اغراض کے ماتحت بہت سے فرقے اور متعدد مصلحین پیدا ہوئے، ان میں اکثر فرقے ایسے تھے، جو اپنے مذہبی خیالات کے لحاظ سے ہندوؤں کے اساسی عقائد کو بھی نہیں تسلیم کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کی مقدس کتاب وید اور دیوتاؤں کو بھی نہیں مانتے تھے، گویا اپنے عقائد کے لحاظ سے وہ ہندو نہ تھے، اس لئے کچھ زمانہ تک تو ان کی مستقل حیثیت قائم رہی، لیکن آخر کار وہ پھر ہندو مذہب میں جذب ہو گئے، یہاں تک کہ بدھ مذہب بھی جو اپنے تمام عقائد اور اعمال کے لحاظ سے ہندو مذہب سے ایک مختلف مذہب تھا، اور بڑا اقتدار حاصل کر چکا تھا، برہمنی مذہب کی ہمہ گیری اور قوت سے مغلوب ہو گیا اور ہندوستان میں اس کی حیثیت ہندوؤں کے ایک فرقہ سے زیادہ نہ رہی، یہاں تک کہ اس کے بعض افراد ہندو مہا سبھا میں بھی شریک ہونے لگے، اسی طرح اور چھوٹے چھوٹے فرقے برہمو سماج اور دیو سماج وغیرہ بھی اپنی مستقل ہستی قائم نہ رکھ سکے۔

آخر میں پنڈت دیانند سرستی نے خاص اغراض کے ماتحت "آریہ سماج" کی بنیاد رکھی یہ فرقہ اگرچہ برہمنی مذہب کی طرح ویدوں کو تسلیم کرتا ہے، لیکن برہمنوں کے برخلاف "مورتی پوجا" کا سخت مخالف اور "توحید" کا مدعی ہے، اگرچہ خدا کی طرح وہ "روح" اور "مادہ" کی قدامت کا بھی معترف ہے، اور ویدوں کے معانی میں اپنے مطلب کے مطابق تاویل کرتا ہے۔

ابتدائی زمانہ میں آریہ سماج اور سناتن دھرم میں سخت کشمکش رہی، آپس میں مناظرے ہوتے تھے، اخبارات میں ایک دوسرے کے خلاف سخت مضامین لکھے جاتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی فتنہ و فساد تک نوبت پہنچتی تھی، لیکن اس کے بعد آریہ سماج کا رجحان پالیٹکس کی طرف بڑھتا گیا، یہانتک کہ حکومت کی نظر میں وہ ایک سیاسی جماعت سمجھی گئی، اور مشہور آریہ سماجی لیڈر لالہ لاجپت رائے کی گرفتاری عمل میں آئی، غرض رفتہ رفتہ حالات تبدیل ہوتے رہے، یہانتک کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ سناتن دھرم اور آریہ سماج میں بظاہر کوئی اختلاف نہیں، گویا سناتن دھرم کی اکثریت نے آریہ سماج کے نوزائیدہ مذہبی جذبہ کو بالکل مضمحل کردیا ہے، اور وہ تمام ملکی سیاسی معاملات میں برادران وطن کے شریک کار اور ان کے حامی ہیں۔

مندرجہ بالا حالات سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جس قدر فرقے ہندو مذہب سے جدا ہو کر پیدا ہوئے، وہ اپنی مستقل و جداگانہ ہستی قائم نہ رکھ سکے، یا تو وہ دوبارہ "برہمنی مذہب" میں جذب ہو گئے، یا کم از کم انہیں اکثریت کے سامنے سر جھکانا اور اس کی مرضی پر عمل کرنا پڑا، لہٰذا اگر ڈاکٹر امبیدکار نے بھی مبتلائے فریب ہو کر یہ ارادہ کیا کہ وہ ہندو مذہب میں رہ کر اپنا ایک جداگانہ فرقہ قائم کریں تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا، جو اس سے پہلے دوسرے فرقوں کا ہوا۔

یہ سب فرقے جو باوجود ہندو مذہب سے جدا ہونے کے اس میں جذب ہو گئے، یا اس سے مغلوب ہو کر رہے ان سب میں جو چیز مشترک تھی، وہ یہ تھی کہ وہ کسی نہ کسی ایسی ہستی کے پیرو تھے جس کا تعلق ہندوستان سے تھا، اس لئے ان کی "ہندو ذہنیت" کا بخوبی استیصال نہ ہوسکا، اور اسی باقی ماندہ زہر نے ان کو دوبارہ اکثریت کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا، اسی طرح ان کے اعمال و رسوم میں بھی پرانے مذہب کا بہت کچھ اثر باقی رہا، مثلاً متعدد فرقے ہندو مذہب سے جدا ہونے کے بعد بھی چھوت چھات کے پابند اور گوشت خوری کو نفرت کی نظر سے دیکھتے رہے، اکثریت نے ان کی اسی باقی ذہنیت اور رسوم و اعمال سے فائدہ اٹھا کر دوبارہ اپنے اندر جذب کرلیا، برخلاف اس کے اچھوتوں یا اونچی ذات کے جن ہندوؤں نے مسیحی مذہب قبول کرلیا، یا مسلمان ہو گئے، ان کا رشتہ ہندو مذہب سے یکسر منقطع ہو گیا، کیونکہ انہوں نے ایسے مذہب کو قبول کیا جن کا "سرچشمہ" ہندوستان کے باہر ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہر قوم میں حالات کے ماتحت کچھ نہ کچھ مصلحین پیدا ہوتے رہتے ہیں، ہماری مراد ان مصلحین سے "پیغمبر" نہیں ہیں، جن کے ساتھ تائید ربانی بھی ہوتی ہے، بلکہ وہ دانشمند لوگ مراد ہیں جو قوم کی اخلاقی پستی اور رسوم باطلہ کی پابندیوں سے بیزار ہو کر اس کی اصلاح پر آمادہ ہوتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی ان میں اس قدر اعتماد علی النفس نہیں ہوتا، جس قدر ایک پیغمبر میں ہوتا ہے، اس لئے وہ ایک پیغمبر کی طرح اخلاقی جرأت سے کام لیکر دیرینہ رسوم و عقائد سے صاف صاف اپنی بیزاری ظاہر نہیں کرتے، بلکہ مصلحت بینی سے کام لیکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصلاح کی کوئی دوسری تدبیر اختیار کرتے ہیں، مثلاً کبھی تو وہ قوم پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جن اوہام باطلہ و رسوم کے تم پابند ہو، یہ تمہارے مذہب کی اصلی و حقیقی تعلیم نہیں ہے. کبھی چند خود ساختہ اصول ان کے سامنے پیش کر کے اس کی خوبی پر زور دیتے ہیں، یہ سب طریقے اسلئے اختیار کئے جاتے ہیں کہ ظاہری اسباب و حالات کے لحاظ سے وہ اس قدر قوت نہیں رکھتے .کہ قدیم مذہب سے یکسر بے تعلقی کا اعلان کردیں، یہ جرأت تو صرف ایک "پیغمبر" ہی کر سکتا ہے، کہ نہایت صاف و صریح الفاظ میں تمام دنیا کے ادیان و ملل کے خلاف اعلان جنگ کر دیتا ہے۔

بہرحال اس کمزوری یا مصلحت بینی کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ براہ راست اس مصلح کی صحبت و اثر سے متاثر ہوتے ہیں، ان میں تو اصلاح کا جذبہ کسی قدر قوی ہوتا ہے لیکن جب ایک دو نسلیں گزر جاتی ہیں تو یہ جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے، اور اس مصلح کے پیرو رفتہ رفتہ اکثریت میں جذب ہو جاتے ہیں، اور اصلاح کی غرض سے جو جد و جہد کی گئی ہے، وہ ضائع ہو جاتی ہے، اس طرح بہت سے چھوٹے بڑے فرقے ہندوؤں میں پیدا ہوئے، اور آج بھی موجود ہیں، لیکن اپنی ذہنیت کے لحاظ سے وہ سب ہندو ہیں خواہ عقائد و اعمال کے لحاظ سے اُن میں بہت کچھ اختلاف بھی ہو۔

ڈاکٹر امبیدکار نے اگر مختلف قسم کے اچھوتوں کو ملا کر ایک فرقہ قائم کرلیا، تو بس وہ موجودہ ہندو فرقوں میں صرف ایک فرقہ ہوگا، مگر ایسا فرقہ جس کی کوئی بلند حیثیت اور پوزیشن نہ ہوگی، کیونکہ جب تک ہندو ذہنیت میں یکسر تبدیلی نہ ہو اور ذات پات کا امتیاز بالکل نہ اُٹھ جائے وہ برابر یہ سمجھتے رہیں گے کہ یہ "جدید فرقہ" چند ادنیٰ درجہ کی ذاتوں سے مرکب ہے اور اس کو ہمارے ساتھ حقِ مساوات حاصل نہیں۔

اس کے علاوہ یہ چیز بھی قابل توجہ ہے کہ اچھوتوں کے اکثر افراد کسی نہ کسی حیثیت سے اونچی ذات والوں کی خدمت میں مصروف ہیں، اور جب سے اُنھوں نے آنکھ کھولی ہے اپنے باپ دادا کو بھی اسی طرح خدمت کرتے دیکھا ہے اس لئے ان کی ذہنیت بالکل غلامانہ ہو گئی ہے، لہٰذا یہ بہت مشکل ہے کہ وہ ایک ایسے جدید فرقہ میں داخل ہونے کے بعد جو ہندو مذہب کے باہر نہیں بلکہ اندر ہے اس قدر آزاد و خوددار ہو جائیں، کہ اونچی ذات والوں کی برتری و اہمیت کا خیال ان کے دل و دماغ میں محو ہو جائے، جب یہ نہ ہو سکا تو پھر علیحدہ فرقہ بنا لینے سے اچھوتوں کو کیا ملا،

غرض جب تک اچھوت کسی حیثیت سے بھی ہندوؤں سے وابستہ رہیں گے، یا کسی ایسے مذہب سے تعلق رکھینگے جس کا سرچشمہ ہندوستان ہے، وہ ہرگز صحیح معنوں میں آزادی یا عزت حاصل نہ کر سکیں گے، اور ان کو برابر دوسروں کا دست نگر ہو کر رہنا پڑے گا۔

اب اگر "اچھوت" واقعی اپنی ذلیل پوزیشن سے نکلنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے اس کے سوا اور کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے مذہب کو قبول کریں جس کا "سرچشمہ" ہندوستان کے باہر ہو اور جس کو برادرانِ وطن کے موجودہ فرقوں سے کچھ تعلق نہ ہو، بحالت موجودہ ہندوستان میں ایسے دو مذہب ہیں، جن کی حیثیت تبلیغی ہے، یعنی وہ دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کر لیتے ہیں ہماری مراد "اسلام و مسیحیت" سے ہے، اور اچھوتوں کیلئے دونوں کا دروازہ کھلا ہُوا ہے، اب یہ اچھوتوں کا کام ہے کہ وہ ان میں ایک مذہب قبول کر لیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اچھوتوں کے حق میں کونسا مذہب بہتر ثابت ہوگا۔

اس میں شبہ نہیں کہ مسیحی مذہب اختیار کر لینے سے اچھوتوں کی حالت نسبتاً بہتر ہو جائے گی، اور وہ بڑی حد تک اُونچی ذات والوں کے اثر و اقتدار سے آزاد ہو جائیں گے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مساوات کا مرتبہ ان کو مسیحی مذہب میں بھی حاصل نہ ہوگا، ایک یورپین اور ایک ہندوستانی عیسائی کے مابین عزت و مرتبہ کے لحاظ سے جو فرق ہے وہ بالکل کھلا ہُوا ہے، یورپ میں عزت کا معیار مذہب نہیں بلکہ "وطنیت" ہے، اور چونکہ یورپ کو حکومت و اقتدار حاصل ہے اس لئے اس کا ہر فرد اپنی ذات کو ایشیا یا افریقہ کے رہنے والے سے بلند مرتبہ سمجھتا ہے، لہٰذا کوئی شخص یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ محض مسیحی مذہب قبول کر لینے سے ایک یورپین کا ہمسر و ہم رتبہ ہو سکتا ہے جب تک یورپ کو حکومت و قوت حاصل ہے۔ اس کی یہ ذہنیت تبدیل نہیں ہو سکتی۔

وطنیت کے علاوہ دولت کا بھی ایک خاص مرتبہ ہے امرا کو جو عزت و اقتدار حاصل ہے، وہ ایک مفلس کو میسر نہیں ہو سکتا، البتہ دولت حاصل کر لینے کے بعد ایک معمولی ذات یا ادنیٰ طبقہ کا آدمی بھی اپنی دولت کی مقدار کے مطابق عزت حاصل کر سکتا ہے، ایسی حالت میں اچھوتوں کی یہ خواہش کہ وہ کوئی ایسا مذہب قبول کریں، جو انہیں انسانیت کے جملہ حقوق عطا کردے، مسیحی مذہب میں داخل ہونے کے بعد کیسے پوری ہو سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اچھوت اگر واقعی یہ چاہتے ہیں کہ اُنہیں دوسرے انسانوں کے برابر حقوق حاصل ہوں تو ان کے لئے اسلام کے علاوہ اور کوئی دوسرا راستہ اس مقصد کے حاصل کرنے کا نہیں ہے، کیونکہ یہ ایک کھُلی ہوئی بات ہے کہ مسلمانوں کے یہاں آج بھی ذات پات کے لحاظ سے کسی شخص کے حقوق میں کمی یا بیشی نہیں کی جاتی، بلکہ سب مسلمانوں کے لئے ایک ہی مذہبی قانون اور ایک ہی طریقہ عبادت ہے، اس کے علاوہ ان کے یہاں چھُوت چھات کی لعنت بھی نہیں ہے۔

جابجا سے خبریں آرہی ہیں کہ اچھوت مندروں میں داخل ہونے کیلئے ستیہ گرہ کی تیاریاں کر رہے ہیں لیکن مسلمان ہونے کے بعد ان کو اس مصیبت کے برداشت کرنے کی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح بلا تخصیص ہر مسجد یہاں تک کہ مسجد نبوی اور خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھ سکیں گے، اور کسی کو مجال بھی نہ ہوگی کہ وہ اُن کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے. اسیطرح وہ مسلمانوں کی ہر درسگاہ میں تعلیم حاصل کر سکیں گے، ہر مذہبی مجلس و تقریب میں شریک ہو سکیں گے، ہر کنوئیں سے پانی بھر سکیں گے، اور کسی مسلمان کو ان کے ساتھ کھانے پینے میں تامل نہ ہوگا، حالانکہ ان سے یہ کہا جاتا ہے، کہ نہ وہ مندروں میں داخل ہو سکتے ہیں نہ مورتی کے درشن کر سکتے ہیں، البتہ اُنہیں یہ اجازت ہے کہ دور سے مندروں کا "کلس" دیکھ لیں، سبحان اللہ! اس فیاضی اور فراخ دلی کی بھی کوئی حد ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی بتا دینے کے لائق ہے کہ اچھوتوں کو اسلام میں داخل ہونے کے لئے مسلمانوں سے اپنے حقوق کے لئے کسی مول تول کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اسلام کی عظیم الشان برادری میں داخل ہونے کے بعد اُنہیں وہ سب حقوق حاصل ہو جائیں گے، جو دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پُرانے مسلمانوں کو حاصل ہیں۔

ان کے سامنے مسٹر خالد لطیف گابا کی تازہ مثال موجود ہے کہ جب اسلام قبول کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے اسمبلی میں جانے کیلئے کھڑے ہوئے تو ان کے کسی بدترین دشمن نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ وہ نومسلم ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک قدیم الاسلام اور سربرآوردہ مسلمان کے مقابلے میں اُنہیں زیادہ ووٹ دیکر اسمبلی میں بھیجا۔ کیا مسلمانوں کی اس فراخدلی کے بعد بھی یہ ضرورت ہے کہ اچھوت اپنے حقوق کے لئے مسلمانوں سے مول تول کریں۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سینتالیسواں سالانہ اجلاس

بمقام ریاست رام پور (روہیلکھنڈ)

بتاریخ ۲۱، ۲۲، ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء

امید ہے کہ یہ خبر مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ اس مرتبہ کیپٹن ہزہائینس عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ مخلص الدولہ امیر الملک امیر الامرا نواب سر سید محمد رضا علیخاں بہادر کے سی ایس آئی، مستعد جنگ والی ریاست رام پور نے کانفرنس کو اپنے دارالحکومت میں سالانہ اجلاس منعقد کرنے کی دعوت دی ہے اور اجلاس کی صدارت کے لئے رائٹ آنریبل ہزہائینس سر سلطان محمد شاہ آغاخاں بہادر جی سی آئی ای، جی سی ایس آئی، جی سی وی او، ایل ایل ڈی پروچانسلر مسلم یونیورسٹی جیسی نامور ہستی کا نام تجویز فرمایا ہے اور چونکہ ہزہائینس کا قیام ہندوستان میں زیادہ عرصہ تک نہ ہوگا، اس لئے ۲۱، ۲۲، ۲۳ فروری ۱۹۳۶ء کی تاریخیں اجلاس کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔

یہ حقیقت محتاج نہیں کہ علی گڑھ تحریک کے ساتھ دربار رام پور کا نہایت دیرینہ تعلق ہے، چنانچہ سر سید مرحوم کے زمانہ میں نواب سر کلب علی خاں بہادر خلد آشیاں نے گراں قدر عطیہ سے کالج کی امداد فرمائی تھی، اور وہ اس تعلیم گاہ کے ایک جلیل القدر سرپرست تھے، اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں نواب سر حامد علی خاں جنت مکاں کے عہد میں اس کانفرنس کا چودھواں اجلاس بڑی شان و شوکت کے ساتھ رام پور میں منعقد ہوا تھا نیز مسلم یونیورسٹی بھی ہزہائینس کے عطیات سے مستفید ہوتی رہی، جس کی یادگار "حامد یونین ہال" موجود ہے۔

اسی طرح رائٹ آنریبل ہزہائینس سر سلطان محمد شاہ آغاخاں بالقابہ بھی دو مرتبہ ۱۹۰۳ء اور ۱۹۱۱ء میں بمقام دہلی کانفرنس کے سالانہ اجلاس کی صدارت فرما چکے ہیں اس کے علاوہ مسلم یونیورسٹی کی تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کی مسلسل جدوجہد اور ہندوستان کے مختلف صوبوں کے دورے تو اب بھی لوگوں کو یاد ہوں گے، اس وقت بھی ہزہائینس مسلم یونیورسٹی کے پرو چانسلر ہیں اور مسلمانوں کے اس تعلیمی مرکز سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔

ہزہائینس سر آغاخاں بالقابہ کو ہندوستان کے تعلیمی مسائل سے واقفیت ہونے کے علاوہ یورپ کے طویل قیام کی وجہ سے وہاں کے بہترین اداروں کے دیکھنے کا بھی کافی موقع ملا ہے، اس بنا پر یہ اُمید کی جاتی ہے کہ ہزہائینس کا خطبہ صدارت تعلیم جدید کے معاملہ میں شمع راہ کا کام دے گا۔

جماعت استقبالیہ کے صدر خود ہزہائینس فرمانروائے رام پور جیسے حوصلہ مند، بلند نظر، اور علم دوست فرماں روا مخدوم قوم ہیں، حضور ممدوح حال ہی میں یورپ کی طویل سیاحت سے تشریف لائے ہیں، اور اپنی رعایا کی تعلیم کی جانب خاص توجہ فرما رہے ہیں۔

ان حالات کے لحاظ سے یہ امید ہے، کہ ہزہائینس والی رام پور کا خطبۂ استقبالیہ بھی ہماری قوم کی تعلیمی جدوجہد میں ایک خاص سرگرمی پیدا کرے گا۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ ہر طرف سے موجودہ طریقۂ تعلیم کو قابل اصلاح بتایا جا رہا ہے، اور صوبہ کی گورنمنٹوں کے علاوہ مرکزی حکومت کے سامنے بھی یہ مسئلہ پیش ہے چنانچہ حال ہی میں سنٹرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن نے (جس میں تمام صوبوں کے نمائندے جمع ہوئے تھے) یہ تجویز پاس کی ہے، کہ ابتدائی ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کی از سر نو تشکیل کی جائے، ضرورت ہے کہ یہ کانفرنس بھی مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے اس مسئلہ پر غور کرے کیونکہ تعلیم ہی مسلمانوں کی آئندہ ترقی کا سنگ بنیاد ہے۔

علاوہ ازیں تمام ملک میں تعلیم یافتہ طبقہ کی بیکاری دور کرنے کا مسئلہ بھی زیر بحث ہے، اس مشکل کے حل کرنے کیلئے گورنمنٹ صوبہ متحدہ نے ۱۹۳۴ء میں رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو کی زیر صدارت ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی جس کی رپورٹ حال میں شائع ہو گئی ہے اس رپورٹ میں ملک کے طریقہ تعلیم کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے، عنقریب صوبہ کی کونسل میں اس پر غور ہونیوالا ہے، اور اس سلسلہ میں صنعتی اور زراعتی تعلیم کو ترقی دینے کا مسئلہ بھی معرض بحث میں ہے، اس کانفرنس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے اس رپورٹ پر اپنی رائے ظاہر کرے۔

مندرجہ بالا حالات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ موجودہ طریقہ تعلیم میں اہم تبدیلیاں ہونے والی ہیں، اس لئے کوشش کی جا رہی ہے، کہ جن صوبوں میں مسلم تعلیمی کانفرنسیں قائم ہیں، ان کو مضبوط کیا جائے اور جہاں نہیں ہیں وہاں قائم کی جائیں، تاکہ وہ اس کانفرنس کو جو مسلمانوں کی مرکزی جماعت ہے، مقامی ضروریات اور حالات سے باخبر رکھ سکیں، اجلاس رام پور میں خاص طور پر ہر صوبہ کے نمائندوں کو اسی مقصد کی تکمیل کے لئے دعوت دی گئی ہے۔

غرض مختلف وجوہ سے کانفرنس کا آئندہ اجلاس ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، اس لئے ہندوستان کے ہر صوبہ نیز اسلامی ریاستوں کے مسلمانوں اور عہدہ داروں سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ اجلاس میں جو انشاء اللہ یقیناً ایک تاریخی شہرت حاصل کرے گا، شریک ہو کر مسلمانوں کی تعلیمی مشکلات کے حل کرنے میں مدد دیں۔

اجلاس کانفرنس میں شرکت کیلئے فیس ممبری پانچ روپیہ ہے، جو آنریری سکرٹری کانفرنس کے نام علی گڑھ کے پتہ سے بھیجی جائے یا کانفرنس کے کسی سفیر کو دی جائے جو مختلف اضلاع میں برادران اسلام کو کانفرنس کا ممبر بنانے کیلئے دورہ کر رہے ہیں۔

ممبر صاحبان کو اجلاس میں ریزولیوشنوں پر بحث کرنے اور رائے دینے کا حق حاصل ہوگا، نیز سب ممبر سرکار رام پور کے مہمان ہونگے، اوران کے قیام و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طعام کا انتظام بغیر کسی مزید فیس کے ہوگا، جو اصحاب اجلاس میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہوں، وہ اپنی تشریف آوری کی تاریخ اور وقت سے کونسل سکرٹری سید معقول احمد صاحب بی اے رام پور اسٹیٹ کو پہلے سے اطلاع دے دیں۔

(مولانا) محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی (صدر یار جنگ)
آنریری سکرٹری آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس
سلطان جہاں منزل، علی گڑھ

جاپان میں موتی مسجد کا افتتاح

کوبے میں عظیم الشان مسجد کی تعمیر

کوبے (جاپان) کی مسجد جو اس سال تیار ہوئی ہے پہاڑی کی ڈھلوان پر واقع ہے، اور دور سے نظر آتی ہے اس کے بلند مینار اور گول گنبد ہر شخص کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں، ہندوستان میں ہمیں اپنے فن تعمیر کی خوبیوں کا احساس نہیں ہوتا، لیکن یہاں (جاپان) پر وہی نمونہ دیکھکر اس کی دل سے قدر ہوتی ہے، جاپان میں بڑی بڑی عالیشان اور فلک بوس عمارتیں موجود ہیں جو آسمان سے باتیں کرتی ہیں، چنانچہ گذشتہ ۳۰ سال میں نو نو دس دس منزلہ عمارتیں بہت سی بن گئی ہیں، مارونوچی بلڈنگ جاپان بھر میں سب سے بڑی عمارت ہے، مگر یہ سیمنٹ کا ایک ڈھیما (ڈھیلا) معلوم ہوتا ہے، جس میں کوئی نزاکت یا نفاست نظر نہیں آتی، مغربی طرز کی عمارتوں کے مقابلہ پر کوبے کی مسجد ایک نگینہ معلوم ہوتی ہے، جو تمام جاپان میں ممتاز ہے۔

تمام مسجد مسقف ہے، اس کی عمارت سہ منزلہ ہے اگرچہ وہ کچھ ایسی بڑی نہیں جو اپنی عظمت سے دلوں کو مرعوب کر سکے، تاہم منزل زیریں میں قریباً ڈیڑھ پونے دو سو آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں، باہر سے مسجد بہت بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن اندر اتنی گنجائش نہیں ہے، یہ امر خود فن تعمیر کی ایک خوبی ہے، علاوہ بریں باہر سے مسجد بے حد خوبصورت نظر آتی ہے، آگے کونوں پر دو مینار ہیں، جن کی چوٹی پر برجیاں بنی ہوئی ہیں، بیچ میں ایک بڑا گنبد ہے اور پیچھے سے دو چھوٹی سی برجیاں، میناروں کی نزاکت، برجیوں کی لطافت اور گنبد کی گولائی دلوں کو مسخر کرتی ہے، عمارت پر مردنی پیدا کرنے والے سیمنٹ کے مٹیالے رنگ کی بجائے صندلی رنگ ہے، جو دل میں فرحت پیدا کرتا ہے اس پر سفید گنبد اور برجیاں سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہیں مینار کی جڑ سے چوٹی کی طرف نظر جاتی ہے تو بیچ میں کٹہرے نظر آتے ہیں، جو یکسانی کو رفع کرتے ہیں، تمام اجزا اسقدر متناسب ہیں کہ بڑا دلکش منظر پیدا کرتے ہیں، اندر کی طرف سفید پلاسٹر ہے، مگر اس سے آنکھوں میں چکا چوند پیدا نہیں ہوتی، دیواروں میں شربتی رنگ کے شبنمی شیشے کی کھڑکیاں ہیں، جو روشنی کو مدھم کر دیتی ہیں، جس سے ایک عجیب روحانی کیفیت پیدا ہوتی ہے، دیواریں بالکل صاف ہیں، کہیں کہیں برقی قمقمے لگے ہوئے ہیں، اور بیچ میں جھاڑ آویزاں ہیں، البتہ محراب جو سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے، نہایت ہی خولصبورت ہے، اور ایسی نزاکت و نفاست سے تراشی گئی ہے، کہ دیکھنے والا محو حیرت ہو جاتا ہے، اس سے مسجد کی زیبائش اور زینت کو چار چاند لگ گئے ہیں منبر بھی سنگ مرمر کا ہے، مگر بالکل سادہ، محراب کے اوپر سنہری حروف میں "اللہ" اور اس کے نیچے کلمہ لکھا ہوا ہے، چھت بہت بلند ہے، جس سے ہال کی شان بلند ہوگئی ہے،

مسجد کی عمارت فی الجملہ ایسی دلفریب ہے کہ شہر کوبے کے لئے زینت بن گئی ہے، بلکہ تمام جاپان میں نمایاں درجہ رکھتی ہے، یہاں اس کی وہی حیثیت ہے، جو قلعہ آگرہ میں موتی مسجد کی ہے، اس بنا پر یہ اپنی نزاکت اور خولصبورتی کے لحاظ سے موتی مسجد کہلانے کی مستحق ہے۔

مسجد کے سامنے سرو کے درخت لگے ہوئے ہیں جو عمارت کی عظمت کو دوبالا کر دیتے ہیں۔

فرش پر چلنے کے لئے کپڑے کے سلیپر ہیں، پہلی منزل میں ایک مربع ہال ہے، اس کے آگے دالان میں دو صفیں کھڑی ہو سکتی ہیں، دوسری منزل میں دالان کے اوپر گیلری ہے جہاں عورتیں نماز پڑھتی ہیں، تیسری منزل میں بہت وسیع ہال ہے، اور مصلے کی جگہ چھت میں بڑا سوراخ ہے جس سے قرأت کی آواز اوپر پہنچ سکتی ہے، تینوں منزلوں میں چٹائی کا فرش ہے، آئندہ روپیہ فراہم ہونے پر پہلی اور دوسری منزلوں میں دری کی جا نمازیں بچھانیکا ارادہ ہے۔

پہلی منزل کے نیچے تہ خانہ ہے، چاروں منزلوں میں جاڑے میں کمرے گرم رکھنے کا انتظام ہے، دونوں میناروں کے اندر سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں، اوپر سے بندرگاہ کا منظر دور تک نظر آتا ہے، آج کل مغربی مینار پر اذان دیجاتی ہے گنبد کے گرد برقی قمقموں کا ایک حلقہ بنا ہوا ہے، ایسے ہی حلقے میناروں کے گرد بھی بنے ہوئے ہیں، میناروں اور گنبد کے کلس پر نیلے رنگ کی روشنی کے ہلال لگے ہوئے ہیں، خاص خاص مواقع پر روشنی کی جاتی ہے تو رات کو دور سے گنبد اور مینار روشن نظر آتے ہیں اور ہلال چمکتے دکھائی دیتے ہیں، ہر جمعرات کو چراغاں کیا جاتا ہے۔

جنوبی جانب ایک سہ منزلہ عمارت میں جاروب کش کا کمرہ ہے، باقی کمرے نمازیوں کی ضروریات کے ہیں یعنی وہاں لباس خانہ، وضوخانہ، پیشاب خانہ، پاخانہ، غسلخانہ اور باورچی خانہ ہے، غسلخانہ میں گرم پانی کا جاپانی ٹب ہے باورچی خانہ کا دروازہ تہ خانہ کے بالکل مقابل ہے، تاکہ کھانا لے جانے میں آسانی ہو۔

باقی کمروں میں مدرسہ ہے، جس میں میز کرسیاں لگی ہوئی ہیں، یہاں تاتاری لڑکے ابتدائی تعلیم پاتے ہیں، پیش امام کے ساتھ ایک تاتاری لڑکی وہاں تعلیم دیتی ہے جو انگریزی خوب بولتی ہے، تیسری منزل میں پیش امام اور مؤذن کے لئے الگ الگ کمرے ہیں، ابھی کتب خانہ اور دارالمطالعہ تعمیر کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

—— معلوم ہوا ہے، کہ حکومت عراق اور ایران میں شط العرب کی سرحد کا جھگڑا جو گزشتہ دنوں لیگ میں پیش ہوا تھا، وہ حکومت عراق کے مطالبہ کی بنا پر واپس لے لیا گیا ہے کیونکہ حکومتوں نے آپس میں دوستانہ مفاہمت کی خواہش ظاہر کی تھی، حکومت عراق نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنی ہمسایہ اسلامی سلطنتوں سے دوستانہ تعلقات قائم کرنیکی خواہشمند ہے۔

—— ایران نہایت سرگرمی سے جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ وزارت دفاع نے جو جنگی نظام وضع کیا ہے اسکی رو سے بیس دبابے دس طیارے اور کثیر تعداد میں بڑی اور چھوٹی توپیں اور تین جنگی جہاز خریدے جائیں گے، ان کا آرڈر دیا جا چکا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام

مقامی پولیس کی صریح ناانصافی، عملہ ڈاک خانہ قادیان کی ایذا رسانی اور جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب پر قاتلانہ حملہ کی مذمت کی قراردادیں

قادیان ۹ر فروری - بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں مقامی نیشنل لیگ کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی ایڈووکیٹ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور منعقد ہؤا -

جناب شیخ بشیر احمد صاحب کی تقریر

جناب شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں احرار کی فتنہ پردازی اور شرمناک بدزبانی اور فحش گوئی کا جو انہوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف اختیار کر رکھی ہے، ذکر کرتے ہوئے پنجاب کے بعض حکام کے غیر منصفانہ رویہ پر تبصرہ کیا اور کہا کہ احرار کے گندے لٹریچر اور ان کے مکروہ اور جھوٹے پروپیگنڈا کو روکنے کے لئے حکومت کے پاس ایسی دفعات موجود ہیں، جن سے امن شکن حرکات کا سدباب ہو سکتا ہے، لیکن کوئی توجہ نہیں کی جا رہی، شہید گنج ایجی ٹیشن کے وقت تو گورنمنٹ نے مطبع والوں کو احرار کی غداریوں کا پردہ چاک کرنے سے روک دیا تھا۔ اور اس کا اقرار اسے پنجاب کونسل میں کرنا پڑا ہے، لیکن جماعت احمدیہ کے خلاف ایک عرصہ سے احرار جو دل آزار لٹریچر شائع کر رہے ہیں اسے روکنے کے لئے حکومت کی مشینری حرکت میں نہیں آتی، گورنمنٹ کے اس رویہ کے پیش نظر ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں، کہ اس کے بعض حکام کو اپنی ذمہ داری کا قطعاً احساس نہیں، وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم حکومت کے وفادار ہیں، بایں ہمہ ہمارے متعلق عدل و انصاف سے کام نہیں لے رہے۔

احرار کی روز افزوں شرارتوں اور حکام کی ان کے متعلق غفلت کا ذکر کرتے ہوئے جناب شیخ صاحب نے جب یہ بیان کیا کہ حال میں جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء، ایم ایل سی قائد اعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور پر دہلی جاتے ہوئے گاڑی میں کسی نے قاتلانہ حملہ کیا، تو مجمع میں سناٹا چھا گیا، آپ نے بیان کیا، چوہدری صاحب اپنے برادر معظم جناب چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب سے ملاقات کرنے کیلئے دہلی جا رہے تھے، اور سیکنڈ کلاس کی سیٹ پر سوئے ہوئے تھے کہ کسی بد باطن نے ان پر چھری سے حملہ کیا، مگر خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے انہیں بال بال بچا لیا، کیونکہ جس طرف حملہ کیا گیا تھا، ادھر ان کا سر نہیں بلکہ ٹانگیں تھیں، اور چھری دونوں ٹانگوں کے درمیان کی خالی جگہ میں گڑ گئی، یہ سب شرارتیں ہو رہی ہیں اور اس لئے ہو رہی ہیں کہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اس کے بعد آپ نے نیشنل لیگ کے ممبروں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا - آئے دن مذہبی پیشواؤں کیخلاف دل آزار لٹریچر شائع ہوتا رہتا ہے، یہ ایک لعنت ہے جس میں ہندوستان مبتلا ہے، ہمارا اولین فرض یہ ہے کہ ہم اس لعنت کو اپنے ملک سے دور کریں، میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم اقوام کے پیشواؤں میں سے کسی کی ہتک کریگا، تو جماعت احمدیہ اس مسلمان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گی، اور غیر مسلم قوم کے ساتھ جن کے پیشوا کی تذلیل کی جائے گی ہمدردی کریگی، آخر میں آپ نے فرمایا، کہ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم حکومت اور رعایا کے تعلقات کو خوشگوار بنائیں، اگر رعایا کسی امر میں غلطی کرے گی، تو ہم اس کو اس کی غلطی پر آگاہ کرینگے اگر حکومت غلطی کریگی، تو ہم اسے بھی اس کی غلطی سے آگاہ کریں گے، اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھینگے جب تک کہ ہم اس گندے لٹریچر کو جو ملک کے امن کو برباد کر رہا ہے اور ہمارے ملک کیلئے لعنت ہے دور نہ کر لیں، اور حکومت اور رعایا کے تعلقات کو خوشگوار نہ بنا لیں

پہلی قرارداد

اس کے بعد حسب ذیل قرارداد الحاج مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے پیش کی جو اتفاق رائے سے پاس ہوئی -

یہ جلسہ ڈاک خانہ قادیان کی متواتر بدسلوکیوں اور بے ضابطگیوں کے خلاف جن کی تازہ مثال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دفتر ڈاک کی ایسی چٹھیوں اور تاروں پر دوگنا محصول لگانا ہے، جو ایک دفعہ ڈاک میں سے گزر کر اصل مقصد کو پورا کر چکنے کے بعد بذریعہ پارسل دفتر کو بغرض تعمیل سندھ سے بھیجی گئی تھیں، اور جو خط کی تعریف میں نہیں آسکتی تھیں، صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور ڈاک خانہ کی اس قسم کی بدعنوانیوں پر اظہار نفرت کرتا ہؤا افسران بالا سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ نظارت امور عامہ کی پیشکردہ شکایات پر فوراً توجہ کرتے ہوئے حالات کو سلجھانے اور شکایات کے ازالہ کا انتظام کریں اور قصوروار ملازمین ڈاک خانہ کو قرار واقعی سزا دیں۔

دوسری قرارداد

اس کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نے تقریر کرتے ہوئے کہا، وہ افسر جنہوں نے ہمارے آدمیوں کو خود حفاظتی کے جرم میں ماخوذ کیا ہے، ان کا رویہ غیر منصفانہ ہے، کیونکہ دنیا کی کسی حکومت میں ایسا نہیں ہوتا، کہ کوئی بدمعاش کسی پر حملہ کرے لیکن جب گھر کا مالک اس کو شرارت کی وجہ سے گھر میں گھسنے نہ دے تو حکومت اس بدمعاش کے ساتھ ہی دوسرے شخص کو بھی گرفتار کر لے، مگر قادیان میں ایسا ہی کیا گیا، اس کے بعد آپ نے حسب ذیل ریزولیوشن پیش کیا، جو باتفاق آرا پاس ہؤا،

نیشنل لیگ کا یہ جلسہ عام حکام پولیس کے اس رویہ کے خلاف جو انہوں نے دو احمدیوں کو بلاوجہ گرفتار کرنے میں اختیار کیا، سخت احتجاج اور پر زور پروٹسٹ کرتا ہوا حکام بالا کو توجہ دلاتا ہے، کہ وہ اس قسم کی کارروائیوں کے انسداد کے لئے فوری تدابیر اختیار کریں، اور ایسے افسران کو مجبور کریں کہ وہ اس قسم کی صریح ناانصافیوں سے باز رہ کر برطانوی عدل و انصاف کی شاندار روایات کو ملیا میٹ نہ کریں، اور پُرامن وفادار لوگوں کے دلوں میں حکومت کے خلاف منافرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بددلی کے جذبات پیدا کرنے سے احتراز کریں۔

تیسری قرارداد

اس کے بعد شیخ محمود احمد صاحب عرفانی صدر نیشنل لیگ قادیان نے چوہدری اسداللہ خاں صاحب بار ایٹ لا ایم ایل سی قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور پر اس قاتلانہ حملہ کا جو ۳۱ جنوری کی شب کو جب کہ وہ دہلی تشریف لے جارہے تھے کیا گیا، ذکر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا، جو باتفاق آرا پاس کیا گیا۔

نیشنل لیگ قادیان کا یہ اجلاس جناب چوہدری اسداللہ خاں صاحب قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور پر جو قاتلانہ حملہ ۳۱ جنوری کی شب کو جب کہ وہ دہلی تشریف لے جارہے تھے کیا گیا، اس کی سخت مذمت کرتا ہے، یہ حملہ اپنے اندر حد درجہ کی بربریت اور کمینگی رکھتا ہے، ہمیں یقین ہے کہ اس قسم کے حملوں کی تہ میں احرار کا وہ ناپاک اور گندہ پروپیگنڈا کام کر رہا ہے، جو جماعت احمدیہ کے خلاف ان کی طرف سے کیا جارہا ہے، اس لئے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان ظالمانہ اور وحشیانہ افعال کی ذمہ داری احرار کے ان لیڈروں پر ڈالے، جو عرصہ دو سال سے مفسدانہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں، نیز یہ اجلاس چوہدری اسداللہ خاں صاحب قائداعظم آل انڈیا نیشنل لیگ کور کی خدمت میں بدباطن حملہ آور کے حملہ سے بفضل ایزدی محفوظ رہنے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

اس کے بعد جلسہ پونے گیارہ بجے دعا پر ختم ہوا۔

رواداری کی بے نظیر مثال

بابر کا غیر مطبوعہ وصیت نامہ

(از مسٹر این سی مہتا آئی سی ایس)

پچھلے ماہ اکتوبر میں میں نے تین نہایت خوشگوار دن بھوپال میں گزارے، علاوہ اس ناقابل فراموش تجربہ کے جو سانچی میں حاصل ہوا یہ قدیم ہندوستان کی زبردست یادگاروں میں سے ایک ہے جو ریاست بھوپال نے نہایت احتیاط سے محفوظ رکھی ہے، میرا قیام خلاف توقع دوسری جانب بہت بار آور ہوا، ہز ہائینس نواب بھوپال الہ آباد یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں، اور ان کو اپنی اس درسگاہ میں کانوکیشن ایڈریس پڑھنے کیلئے جانا تھا، لہذا قرین قیاس تھا کہ کھانے پر موضوع گفتگو کا مرکز موجودہ زراعت ہی نہیں بلکہ قدیم طریقہ زراعت بھی ہونا چاہئے مغل شہزادوں کی رواداری اور شاہی فرمانوں کی منظوری کے متعلق جو حمیدہ بیگم والدہ اکبر کے زمانہ سے شروع ہوئی گفتگو کرتے ہوئے ہز ہائینس نے کہا کہ ان کے پاس ایک وہ فرمان بھی موجود ہے، جو بابر کے خاندان شاہی نے دیا تھا، یہ فرمان مجھے اگلے روز حمیدیہ پبلک لائبریری میں دکھایا گیا یہ ہندوستان کی تاریخ کے لئے ایک بڑی اہم سند ہے، اس کا لفظی ترجمہ یہاں دیا جاتا ہے۔

" سب تعریف خدا کے لئے ہے، ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ بادشاہ غازی کا خفیہ وصیت نامہ شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایوں کے نام خدا اس کی عمر میں ترقی دے، سلطنت کے استحکام کیلئے یہ لکھا گیا ہے

میرے بیٹے! ہندوستان کی سلطنت مختلف عقیدہ تمندوں سے پُر ہے، خدا کی ثنا ہے جو سچا ہے شاندار ہے اور زبردست طاقت والا ہے کہ اس نے تجھ کو سلطنت دی ہے، اس لئے تمہیں مناسب ہے کہ اپنے دل تمام تعصبات سے صاف کر کے ہر ملت کو اس کی شرع کے مطابق انصاف تقسیم کرو، اور خصوصاً گائے کی قربانی سے پرہیز کرو، کیونکہ اس طریقہ سے ہندوستانیوں کے دلوں کو رام کر سکتے ہو، اور رعایا تمہارے شاہی انعام سے متاثر ہو کر تمہاری گرویدہ ہو جائے گی۔ مندر اور ہر قوم کے عبادت خانے جو شاہی اختیار میں ہوں تم ان کو نقصان نہ پہونچانا، تقسیم انصاف اس طرح کرو کہ بادشاہ رعایا سے خوش اور رعایا بادشاہ سے راضی رہے، اسلام کی ترقی براہ نرمی بہتر ہے بمقابلہ شمشیر ظلم وستم کے، شیعہ اور سُنی کے اختلاف کو نظر انداز کرنا کیونکہ وہاں اسلام کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے، مختلف عقائد کی رعایا کو اس طرح جمع کرو، جیسے چار عناصر جمع ہوتے ہیں، تاکہ سیاسی مجلس آزاروں سے آزاد رہے اور حضرت تیمور کے کارناموں کو یاد رکھنا تاکہ تم امور سلطنت میں پختہ کار ہو جاؤ اور ہمارے اوپر بھی سمجھا دینے کا فرض ہے۔"

پہلی جمادی الاول ۹۳۵ ہجری ۱۱ جنوری ۱۵۲۹ء

شاہی قید

یہ وہ خفیہ وصیت نامہ جو بابر نے اپنے بیس سالہ بیٹے اور جانشین کو دیا تھا ۱۵۲۶ء سے قبل یہ ظہیر الدین بابر دہلی کے تخت شاہی پر متمکن نہ ہوا،

وصیت اسوقت لکھی گئی تھی جب کہ وہ آگرہ کے قریب دھولپور کنول کے باغ میں خیمہ زن تھا، اور ترقی کی راہیں سوچ رہا تھا، چشمہ اور غسل خانہ بنا رہا تھا، کیونکہ جہاں کہیں وہ جاتا تھا اس کی بہتے ہوئے چشموں اور بھرے ہوئے تالابوں کی خواہشیں ہمیشہ ساتھ رہتی تھیں، اور جس کی کمی وہ ہندوستان میں بہت محسوس کرتا تھا جہاں کی سرزمین میں اس کو ناموری حاصل ہوئی اور ساتھ اس کے مشکلات بھی اس کے ساتھ وابستہ رہے، اس کی دختر گلبدن بیگم نے جو اپنے خاندان کے اور سوانح نگاروں کی طرح بلند پایہ سوانح نگار تھی، لکھا ہے کہ بابر اس وقت اپنی بادشاہت سے عاجز آگیا تھا، ۲۷ نومبر ۱۵۲۸ء اپنے بیٹے ہمایوں کو بیٹے پر پیدائش پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا، بادشاہی قید اور پابندی کے برابر اور کوئی پابندی نہیں ہو سکتی، گوشہ نشین سے حکومت کا کوئی مقابلہ نہیں جسکو سمجھانے کے لئے شیخ سعدی کا ایک مقولہ یہ بھی بیان کیا، " اگر تیرے پیر میں بیڑی پڑی ہو تو اس سے علیحدگی اختیار کر اور اگر تو اکیلا سوار ہو تو اپنے اختیار کو عمل میں لا "

اس خط میں چند باتیں دہرانے کے قابل ہیں۔ خدا کا شکر ہے! سب ہمتیں وقت ہے کہ جان جوکھوں میں پڑو، اور تلوار سے قوت آزمائی کرو، اپنے کام ہمیشہ پیش نظر رکھو، آرام طلبی کی زندگی بادشاہ کو موزوں نہیں، بابر اور اس کے بھائی کامران نے اپنے کسی کام میں ابھی تک اپنے باپ کی سی ہمت و دلیری نہیں دکھائی تھی، لہذا ہدایت یا حکم چلو حصار سمرقند ہیری یا جہاں کہیں بھی قسمت ہمارا ساتھ دے، اس سے چھ ہفتے قبل یہ سند یا وصیت نامہ اس سے قبل کی مہر ثبت کیا ہوا مورخہ ۹۳۳ ہجری اور ایک نہایت باریک سنہرے ہاتھ کے بنے ہوئے کاغذ پر چھوٹے چھوٹے مگر خوبصورت عبارت میں لکھا گیا، یہ پیغام نہایت سادہ لیکن نفیس اور صاف زبان فارسی میں دیا گیا اور آخر میں قرآن شریف کی، ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبارت پر ختم کیا گیا۔ یہ سند ریاست بھوپال کے مال متروکہ میں سے ہے، کیسے اور کون سے منازل طے کرتے ہوئے یہ سند یہاں تک پہنچی معلوم نہیں جو امر زیادہ تعجب خیز ہے، وہ یہ کہ اس کا یہاں موجود ہونا اور اس کا مضمون اب تک کس طرح عام علم میں نہ آیا، نواب صاحب بھوپال کی مہربانی اور اجازت سے اس سند کا شائع کرنا میرے لئے فخر کا باعث ہے،

شانِ اسلام بابر کا وصیت نامہ کسی عدم سکون اور ناداری اور عام حسد کے زمانہ میں بھی کسی شرح کا محتاج نہیں، وہ انصاف و اخلاص کی منادی کرتا ہے، اور چاہتا ہے، کہ تمام فرقہ ایک جگہ مثل چار عناصر کے ایک دوسرے سے وابستہ ہو جائیں، وہ رعایا اور حکمران کی محبت کو ریشمیں رشتہ سے گرہ گیر کرنا چاہتا ہے اپنے ہم مذہبوں۔ سے خود جناب پیغمبر صاحب کے قابل فراموش الفاظ میں کہتا ہے۔

"ترقی اسلام از تیغ احسان بہتر است نہ از تیغ ظلم"۔

مہربانی اور احسان نہ کہ ظلم و ستم اسلام کی ترقی کا راز ہے، وہ اپنے بیٹے کو فرقہ دارانہ اختلافات سے دور رہنے اور بچنے کی تاکید کرتا ہے، وہ الفاظ جو بابر نے دھولپور کی فرحت بخش فضا میں لکھے، آخر زمانے کے مختلف دوروں سے گونجتے ہوئے پھر واپس آئے ہیں، چار صدیوں سے زیادہ کا زمانہ گزر چکا جب کہ یہ بانی تیموریہ خاندان نے اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے یہ پیغام دیا تھا، زمانہ نے اس وقت سے دنیا کی صورت بالکل بدل دی اور اس طرح بدلی کہ اس سے پیشتر کبھی ایسی نہ بدلی گئی تھی لیکن اس کے پرخرد الفاظ اب بھی اس طرح اپنے پیغام کے مدعی ہیں، کیونکہ اس نے بہ حیثیت قوم کے ایک سیاسی مہذب ممبر کے ہندوستان کی موجودہ حالت سے قبل کی کیفیت کے متعلق اعلان کیا۔

بابر کی پیش بینی یہ امر قابل توجہ ہے کہ بابر کا یہ پیغام ان بہت سے شاہی پیاموں میں سے ایک ہے، جو وقتاً فوقتاً مغلیہ شہزادوں کی طرف آتے رہتے تھے، ان میں سے کچھ ناتھوارہ کے گوسوامیوں نے شائع کر دئے ہیں، اکبر کی والدہ حمیدہ بانو نے برج منڈل میں جو موجودہ ضلع متھرا کا ایک حصہ سمجھا جانے گوسوامیوں کی گلئے چرنے کا مفت حق دے دیا تھا، اکبر اور جہانگیر نے تو یہاں تک کیا کہ ہفتہ کے کچھ دنوں میں جانوروں کی قربانی بند کر دی، اس رواداری کی پالیسی عہد شاہجہان تک جاری رہی، بالفاظ دیگر مغلیہ سلطنت کی شوکت رواداری اور رعایا میں سے ہر فرقہ کی خیر خواہی کی پالسی کے عین مطابق تھی، جس کا کہ اکبر نے اظہار بھی کیا، کہ رواداری سلطنت کے استحکام کے لئے پہلی شرط ہے، کہ اس کی طرف سے یہ اعلان اس کی پیش بینی کا ثبوت ہے کہ اس یہ امر اس قدر اول عمر میں جان لیا اور حالات کو پہچان لیا جب مذہبی جوش ابھی تک کم نہ ہوا تھا، اور اس وقت تک سیاسی قوت کا استعمال حصول مقصد کے مقابلہ میں کوئی غیر معمولی اور خلاف دستور بات نہ تھی، سترہویں صدی کے آخر میں بابر کی حکمت عملی سے کنارہ کرنا بس مغلیہ سلطنت کی تباہی اور زوال کا موئد ہوا، جس کے بعد ملک میں طوائف الملوکی نے جگہ پائی اور جو تقریباً اسوقت تک جاری رہی، یہاں تک کہ مرکزی انتظام سلطنت پھر سلطنت برطانیہ کے تحت میں منتظم ہوا، ایک لفظ اس سند کی اصلیت کے متعلق بھی کہنا غالباً نامناسب نہ ہوگا، سند کی حقیقت عمدہ کاغذ خوش نویسی، شاہی مہر اور موجودہ سند کی حفاظت یہ تمام چیزیں اس اہم تاریخی سند کی صفائی اور اصلیت قائم کرتی ہیں۔

(مترجمہ) اقبال احمد زبیری

429

پیٹ و معدہ کی جملہ خرابیوں کے لئے

امرت دھارا کے تین چار قطرے صبح و شام کھانے کے بعد استعمال کریں، یہ قوتِ ہاضمہ کو بہتر بنانے والی، خوراک کو جلد ہضم کرنے والی، ضرر رساں تیزابوں کو بے تاثیر کر کے پیٹ کی ہوا نکالنے والی دوائی ہے۔

امرت دھارا

معدہ اور انتڑیوں کی جملہ خرابیوں مثلاً بدہضمی، نفخ، درد معدہ، درد قولنج، متلی، قے، اسہال، کلیجہ کی جلن، پیٹ کے ورم، ہیضہ، تپ محرقہ، و دیگر تکالیف و علامات مجموعی کے لئے

یقینی شفابخش دوا ثابت ہوئی ہے!

قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ، نصف شیشی ایک روپیہ چار آنہ، نمونہ صرف آٹھ آنے ۸/

احتیاط نقلوں سے بچو کیونکہ سخت و دیرینہ امراض میں دھوکا دیکر دکھ و تشویش کو بڑھا دیں گی۔ صحت کے معاملہ میں کبھی نقلوں پر اعتبار نہ کرو۔

المشتہر خط و کتابت و تار کا پتہ:- امرت دھارا ۵۳ لاہور

منیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون، امرت دھارا روڈ، امرت دھارا ڈاک خانہ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

اکسیر البدن رجسٹرڈ دُنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلا شبہ کمزوری اور ضعیفی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں، اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے آپ آج ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں، کیونکہ دل میں نئی اُمنگ اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور، نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ملک شیر محمد خانصاحب رئیس کوٹ رحمت خان ڈاکخانہ مومن ضلع شیخوپورہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ

"میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھی، مثلاً فالج، پسلی کا درد، پیشاب کا جلن سے آنا، اکسیر البدن کے ذریعہ سب کو آرام آ گیا، آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں، اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ کی ادویات کی تعریف جو اشتہاروں میں درج ہے ان کے اثرات اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں۔"

دُنیا میں تو موتی سُرمہ کی ہی دُھوم مچ رہی ہے!

آج دنیا اس بات کو مان چکی ہے کہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے، ضعف بصر، ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں،

قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ۸/)

محصول ڈاک علاوہ

ایک جج صاحب بہادر نے بہت سا سُرمہ مُفت تقسیم کیا

جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب لفٹیننٹ سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی فیروزپور سے تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ کا موتی سُرمہ ایک سب جج صاحب بہادر کو استعمال کروایا گیا، اور اللہ تعالےٰ نے اُنکو اتنا فائدہ دیا کہ وہ آپ کے موتی سرمہ کے گرویدہ ہی ہو گئے ہیں، اب وہ غربا میں بطور کار خیر مفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں لہٰذا آپ آدھ آدھ تولہ والی بارہ شیشیاں اور ایک شیشی تولہ والی بدیدن خط ہذا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجئے۔"

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے، اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزا شامل ہیں، سونے کا کشتہ، کستوری، عنبر، یوہمبین وغیرہ، اس کے فوائد کے کیا کہنے، ایک ہی لاثانی دوا ہے، اس کی موجودگی نے طبی دُنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے، مفصلہ ذیل نئی و پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے،

ضعف دل، ضعف دماغ، ضعف اعصاب، ضعف ہاضمہ، قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا، دل کی دھڑکن، سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا، بےچینی، سستی اداسی، ذرا سی کام سے دل کا کانپنا، جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ آخری اور یقینی علاج ہے، لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عـ۲۰ـہ) محصول ڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۵۴ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا!

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ

"اکسیر اکبر ایکماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی، ایک مریض جسکی عمر ۵۴ سال سے متجاوز ہو چکی تھی، اور جس کو کمزوری تقریباً ۲۰ سال سے تھی کو استعمال کرائی گئی دوران استعمال ہی ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی، جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"

اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی، آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے، گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے، سفر میں اسکی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں، اسکے ہر قطرہ میں آبحیات اور ہر مرض کے لئے اکسیر ہے، اس کے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے، سر کے درد، پسلی کے درد، گٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد، معدہ کے درد، جگر کے درد، غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف، ناسور، جلے ہوئے آبلوں، تلی، بخار، ہیضہ، بدہضمی کیلئے اکسیر، قصہ کوتاہ تقریباً دو صد امراض کا ایک ہی علاج ہے، مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے، قیمت فی شیشی صرف دو روپے چار آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمٰن صاحب اپر ایئر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی، میں اسکی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے، یہ تریاق ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ہونی ضروری ہے، میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جس میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی، آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے، اگر اسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے تو بجا ہے، ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بناکر زندگی تلخ کر دیتا ہے، اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے، جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو، ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو، زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے، قیمت تین روپیہ، محصول ڈاک علاوہ۔

تین شیشی اور بھیجئے

جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھا پور نوابگنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کیلئے پہلے بھی آپ سے اکسیر بواسیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے ان کو دیکھ کر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے، لہٰذا بذریعہ خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیجئے"

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں، تو آج ہی سے اس کا استعمال شروع کر دیں، جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بناکر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے، اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، ایک روپیہ، محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کیلئے بینظیر تحفہ ہے، مفرح دل اور مقوی دماغ ہے جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر چکراتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بیچینی، گھبراہٹ، سستی، اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو جسم میں سخت کمزوری ہو، اس کیلئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کیلئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایکماہ کی خوراک جسمیں ۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، باؤگولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، جی کا متلانا، قے، جگر و تلی کا بڑھ جانا، سر چکرانا، کرم شکم، اسہال، ریاح، کھانسی، دمہ کیلئے تیر بہدف ہے، دودھ، گھی، مکھن، بالائی، انڈے وغیرہ ہضم کرنیکا بہترین ذریعہ ہے دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت پہنچانے، کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے، محصول ڈاک علاوہ

قبض کشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے، پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معدہ صاف ہے، تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھلکر اجابت نہ ہو تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں گویا معدہ کی جھاڑو ہیں، ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے، ایکسو گولی کی قیمت دو روپے محصول ڈاک علاوہ

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے، علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے، پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں بہت جلد انشاء اللہ اس بلا سے نجات دلا دینگی، قیمت یکصد گولی دو روپے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھکر اور کوئی خطرناک روگ نہیں یہ اندر ہی اندر گھُن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھوٹے ہوئے، دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی، غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے، اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اسکی قیمت تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

بدیں سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی

جناب مہدی خاں صاحب گکھال ڈاکخانہ ٹلووال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس قدر فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے"

اکسیر دمہ

اگرچہ بیماری تو ہر ایک ہی تکلیف دہ ہوتی ہے مگر مرض دمہ سے تو خدا کی پناہ، کیونکہ یہ ایسا نامراد موذی مرض ہے کہ نہ اُٹھتے نہ بیٹھتے نہ سوتے نہ جاگتے نہ چلتے حتیٰ کہ انسان کو کسی پہلو بھی تو چین نہیں آتا، پھر اس کے متعلق عام طور پر یہ مشہور ہے کہ دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے، خداوند تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس موذی مرض سے بچائے، ہم نے سالہا سال کی محنت شاقہ اور بڑے تجربہ کے بعد اکسیر دمہ نامی دوا تیار کی ہے، جو انشاء اللہ زیادہ سے دو ہفتہ میں خدا کے کرم سے اس ظالم مرض سے انسان کا چھٹکارا کرا دیتی ہے، قیمت تین روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اسوقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بیچینی ہوتی ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جوانسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگجاتا ہے، ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے، جس کی بُو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح "لاحول" سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے، اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کیلئے کافی ہے کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

بال اڑانے کی خوشبودار دوائی

اس خوشبودار دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بہ صفائی بکمال جڑھ سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی کوڑیوں مول

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خرید نیوالوں سے بجائے ۳ر۱ کے صرف ۲ ؎ ۸

آٹھ کتب کا اکٹھا سٹ خرید نیوالوں سے بجائے ۳ر۱ کے صرف ۲ ؎ ۸

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندؤوں کے کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) ستونک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے، کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے، اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانکؒ (۹) حضرت بابا نانکؒ کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطۂ خیال سے درج ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے، اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے، کہ سکھوں اور ہندؤوں میں تبلیغ کیلئے یہ بےنظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ، محصولڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے، اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے ثابت کیا گیا ہے، کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گورؤوں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گورؤوں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ اسقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا، ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف ۴ر، محصولڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے جو گزشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر اس قدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کے لئے بہترین حربہ ہے قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھوں کو دینے کیلئے بےنظیر تحفہ، قیمت آٹھ آنے، محصولڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اسلئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآراء کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں، (۱) ویدوں کی حقیقت، (۲) کیا وید الہامی ہیں؟ (۳) ہندؤوں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندؤوں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں، اور آجتک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اسوقت اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے یہ کتاب بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور اس کی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا، کہ آج تک جسقدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں، یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لیکر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی میں بھی ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا، اب ۱۰۸ ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد چھ آنے، جو تقریباً اصل لاگت ہے ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت قریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم قیمت ار - گورو کی بانی (گورمکھی میں) ار

یہ آٹھ کتب کا سٹ جس کی قیمت صہ ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں سے صرف دو روپے آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب